

کتابتِ اہل تشیع، بیروت، لبنان
مطبعہ



مشق نہ کیجئے!

مفتی نورال آفاق اور دیگر ائمہ کے تحت تیار کردہ قرآن مجید کی تفسیر
حصہ اول: جہاں سنی کھانے کے لیے نہیں شوف اسلام کی کھانے کی کھانے

تالیف: مولانا مفتی محمد اقبال رگونی

تقدیم: مولانا علامہ غلام محمد صاحب

نشر: اسلامک اکیڈمی آف مینیسٹر یو کے

مقدمۃ الكتاب

۱۹	اسلام میں ابتدائی قابلِ فہم نئیائیں	۱۳	اہلِ اخلاق تعلیم میں متہ کیوں؟
۲۰	ابتدائی دور میں ممانعت نہیں کی	۱۳	صحابہ کے دین کے خلاف ایک سازش
۲۰	زنا کو کبیر حرام ٹھہرایا	۱۳	حضرت عمرؓ کے خلاف عجیبہ جذبات
۲۰	موجباتِ زنا کی تدریجی روک تھام	۱۳	ایرانی شاعر رضا کر دی کی شہادت
۲۰	عام حالات میں صرف نکاح اور ملک بھین	۱۴	مستشرق برادرن کی شہادت
۲۱	جنگی حالات میں ابتدائے نکاحِ موت کی اجازت	۱۴	ایک نئے مذہب کا قیام
۲۱	شیخ اتمام اور نسخ نظام میں فرق	۱۴	اس مذہب کے بنیادی اصول
۲۱	اتمام ردوہ اور عید کے مختلف اخطار	۱۴	عربوں کے خلاف اظہارِ نفرت
۲۱	نکاحِ موت صرف جینی تقاضے کے لیے نہ تھے	۱۴	ساسانی خون سے عقیدت
۲۲	نکاحِ موت کے لیے متہ کا نام	۱۵	جیاسوز معاشرے کی تشکیل
۲۲	ہندوؤں میں جینی تقاضے کا عار جینی عمل	۱۵	زنِ متہہ چار میں شمار نہیں
۲۳	روک زمانے میں عار جینی بری	۱۵	مذہبِ نہ ولی اسے کراہید پر لینا ہے

نام کتاب _____ متعہ نہ کیجئے
 سال اشاعت _____ ۱۹۹۳
 نام مولف _____ حافظ محمد اقبال رنگونی
 حجم کتاب _____ ۱۱۲ صفحات
 تعداد _____ ۵۰۰
 کتابت _____ حفیظ الحق صدیقی خانیوال
 قیمت _____

ملنے کا پتہ پاکستان میں

دارالمعارف سہرا ویلہ سماج روڈ سنت منگر لاہور

ملنے کا پتہ انگلینڈ میں

اسلامک اکیڈمی ۱۹ چارٹن ٹیریس اپر بروک ٹریٹ مائپرٹرس

۰۶۱ — ۲۴۳ — ۱۱۴۵



۲۷	متعہ میں اجرت کی تعیین ضروری ہے	۲۳	رگ وید میں متعہ کا ذکر جواز
۲۷	متعہ میں گواہوں کی ضرورت نہیں	۲۳	ایک عورت کے کئی کئی خاوند
۳۸	متعہ میں اعزاز کی بھی ضرورت نہیں	۲۳	ایران میں محرمات سے نکاح کا رواج
۳۸	متعہ کے بعد طلاق کی ضرورت نہیں	۲۳	خواہش متعہ کس طرح عبادت بن گئی
۳۹	شیعہ روایات میں نکاح متعہ	۲۳	مسیحیہ کے ہاں مردانہ متعہ کا جواز
۴۰	متعہ میں اجرت کی شرط	۲۴	مردانہ متعہ کے جواز کا قرآن سے استدلال
۴۰	اجرت مٹھی بھر آٹا بھی کافی ہے	۲۵	عورتوں سے غیر فطری عمل کی راہ
۴۰	زن مستوحہ پیر میں داخل نہیں	۲۵	ھو لادہ بناتی ہوں اطلہا لکھ کر تاویل
۴۰	زن مستوحہ وراثت کی مقدار نہیں	۲۶	غیر فطری حرکت سے منسل لازم نہیں
۴۲	کئی ہر دایک عورت سے متعہ کر سکتے ہیں	۲۶	ایرانی صدر رستمیانی کا اعلان متعہ
۴۴	ایک ہی عورت سے بار بار متعہ جائز	۲۷	غلاف وضع فطرت کے خطرناک نتائج
۴۵	متعہ کے فضائل و درجات	۲۹	علماء اٹھ بیٹ مولانا مودودی کی تردید میں
۵۰	تھوڑے پر متعہ کا بہتان عظیم		
۵۲	حرمیت متعہ قرآن کریم کی روشنی میں		
۵۷	آیت استماع کا مطلب معنی		
۶۰	حرمیت متعہ احادیث کی روشنی میں		
۶۰	حضرت سبرہ کی روایت	۳۱	متعہ کیا ہے اور اس کی تعریف
۶۰	حضرت علی المرتضیٰ کی روایت	۳۱	متعہ کن عورتوں سے ہو سکتا ہے
۶۱	الاستبصار سے تائید مزید	۳۲	متعہ مجوسہ عورت سے بھی جائز ہے
۶۱	تقیہ کی سیاہ چادر	۳۳	متعہ یہودیہ اور نصرانیہ سے بھی جائز ہے
۶۲	حضرت سلمہ بن اکوع کی روایت	۳۳	شیعہ حقیقہ سے میں سنی کا نکاح منع نہیں تھا
۶۳	حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت	۳۴	متعہ ہاشمیہ لڑکی سے بھی جائز ہے
۶۴	ابن عباس کے قول سے { استدلال کا جواب	۳۴	متعہ ضروریات دین میں سے ہے
۶۴	حضرت علیؑ اور ابن عباسؓ کا مکالمہ	۳۵	متعہ کا منکر کافر و مرتد ہے
			متعہ ذکر نے والا بروز قیامت {
			اپنا بیج اٹھے گا {
			متعہ میں دقت کی تعیین ضروری ہے

تحریر متعہ

- ۸۲ آیت میں الی اہل مسمیٰ کی زیادتی سے استدلال
- ۸۵ حضرت شاہ عبدالعزیز کا جواب
- ۸۵ علامہ موسیٰ جبار اللہ کا جواب
- ۸۵ امام جہاں رازیؒ کا جواب
- ۸۵ آیت رحمت سے بے محل استدلال
- ۸۷ جابر بن عبداللہؓ کا حوالہ اور اس کا جواب
- ۸۹ حضرت اسحاقؒ کے بیان سے استدلال کا جواب
- ۹۰ مرجع الذمیب کا حوالہ نقل کرنے میں خیانت
- ۹۲ متعہ الحج کو متعہ النساء سمجھنے کی غلطی
- ۹۳ حضرت اسماءؓ کے اسلامی نکاح کا ثبوت
- ۹۴ محاضرات راغب کا مصنف شیعہ امامیہ ہے
- ۹۴ حضرت عمران کے قول سے استدلال کا جواب
- ۹۵ امام مالک کے قول سے استدلال کا جواب
- ۹۷ { ابن جریر، ابن حزم اور اصحاب
ابن عباسؓ سے استدلال کا جواب
- ۹۹ شیعوں کا حضور پر متعہ کا اقرار
- ۹۹ منہ احمد کی نامعلوم روایت سے استدلال کا جواب
- ۱۰۰ ابن جریر طبری کے حوالوں سے استدلال کا جواب
- ۱۰۱ کیا حضرت عمرؓ نے متعہ کو حرام کیا تھا؟
- ۱۰۱ ڈاکٹر حکیم عدلی متعہ کی حمایت میں
- ۱۰۲ امام حسنؓ کے ہاں سیرت خجین کی پابندی
- ۱۰۲ شیعہ روایات میں راشدین کا پیروی کا حکم
- ۱۰۳ حضرت علیؓ کے ہاں حضرت عمرؓ کا درجہ
- ۱۰۳ حضرت عمرؓ کا ایک عوامی خطاب
- ۱۰۴ حضرت عمرؓ کا حکم اجتہاد سے نہ تھا
- ۶۵ ابن عباسؓ کے قول اباحت کا مطلب
- ۶۵ حضرت علیؓ کا ابن عباسؓ کو زجر کرنا
- ۶۷ ابن عباسؓ کا رجوع اور توبہ کرنا
- ۶۹ حرمت متعہ اہل بیت کی نظر میں
- ۶۹ حضرت علی المرتضیٰؑ کا ارشاد
- ۶۹ شیعہ عالم کا اقرار و اعتراف
- ۷۰ حضرت امام جعفر صادقؑ کا ارشاد
- ۷۰ حضرت امام باقرؑ کی متعہ سے عار
- ۷۲ ابتداء اسلام میں متعہ سے نہ روکنے کی وجہ
- ۷۲ ابتداء اسلام میں یہ نکاح موقت تھا
- ۷۴ نکاح موقت کی مدت بہت کم دینی تھی
- ۷۴ نکاح موقت میں گواہوں کی شرط
- ۷۶ شیعہ مجتہد کا اعتراف و اقرار
- ۷۶ نکاح موقت کی اجازت مضطر کے لیے تھی
- ۷۷ حضرت ابن عباسؓ کی تائید مزید
- ۷۸ نکاح موقت کی اجازت مسافر کے لیے تھی
- ۷۹ { نکاح موقت میں جہائی کے بعد
ایک ماہ تک
- ۸۰ شیعہ دلائل کی حقیقت
- ۸۱ آیت استمتاع سے استدلال کا
جواب باصواب
- ۸۱ { شیعہ علماء کی غلطی کہ لفظ متعہ
کے وسیع معنی کو نہ جان سکے
- ۸۲ { شیعوں کا اپنے عقیدے کے خلاف
اختلاف قرأت کا سہارا لینا

- عافظ ابن حجرؒ کی شہادت ۱۰۴
 شیعہ ترکش کا آخری تیر ۱۰۵
 حرمت متعلکہ روایات میں اختلافات ۱۰۵
 متعہ النساء کی حرمت کب سے ہوئی؟ ۱۰۶
 یوم فتح مکہ اور یوم اوطاس ایک ہیں ۱۰۷
 حافظ ابن قیمؒ کی شہادت ۱۰۸
 حضرت سیدؒ کی روایت حرمت متعہ ۱۰۸
 غزوہ خیبر میں کس چیز کی حرمت واقع ہوئی؟ ۱۰۹
 حضرت ابن عباسؓ پالتو گدھوں کی علت کے بھی قائل تھے۔ ۱۰۹
 حضرت علیؓ پالتو گدھوں اور متعہ دونوں کی حرمت کے قائل تھے ۱۱۱

انگلینڈ کے جملہ شیعہ مجتہدین کو چیلنج

جوشیعہ علماء متعہ کو مطلقاً جائز سمجھتے ہیں اور اسے ایک کا برتو اب کہتے ہیں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ :-

- ① اپنے بارہ اماموں میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو۔
 - ② اپنے اکابر محدثین میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو۔
 - ③ اپنے مفسرین میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو۔
 - ④ اپنے اعیان شیعہ میں سے کسی ایک بزرگ کا نام بتائیں جس نے کسی ضرورت مند کو اپنی دختر نیک اختر متعہ کے لیے دی ہو۔
 - ⑤ اسماعیل صفوری سے لے کر علامہ خمینی اور صدر فرسخانی تک کوئی ایک معروف شیعہ حکمران ہوا ہو جو متعہ کی اولاد ہو۔
 - ⑥ شیعہ مورخین میں کوئی ایک ایسا مورخ گزرا ہو جو متعہ کی اولاد ہو۔
 - ⑦ شیعہ ادباء اور شعراء میں کوئی ایک ہو جو متعہ کی اولاد ہو۔
 - ⑧ انقلاب ایران کے بعد ایران میں کوئی ایک حجتہ اللہ یا آیت اللہ ایسا ہوا ہو جسے اپنے بنی متعہ میں سے ہونے پر ناز ہو۔
- اگر آپ اپنے بارہ سو سال کے شیعہ سربراہ ہیں ایک ایسا پوت پیش نہ کر سکیں تو کیا حقیقت اس یقین کے لیے کافی نہیں کہ متعہ اسلام میں ہرگز جائز نہیں رہا اور اسے اسلام کے اخلاق فاضلہ میں کوئی جگہ نہیں دی جاسکتی۔ غایت یہ دیا اولیٰ الذہن

پیش لفظ

الحمد لله وسلام علی عبادہ الذہین۔ اصطفیٰ۔ اہل بعد :

مغربی تہذیب نے عورتوں اور مردوں کی مخلوط سوسائٹی میں آج صفت و عصمت کا یہ جنازہ نکال رکھا ہے اس مرگِ ناگہانی کی خبر علامہ اقبال نے پون صدی قبل دے دی تھی۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی

تو شاخِ نازک پہ ہر شاخِ بے گناہ پاسبان ہو گا

مغربی تہذیب کے ان کھنڈرات پر اب ایرانی اٹھے ہیں کہ شاید ان کی عورتیں اپنے گرد

نوجوانوں اور طالب علموں کو جو بوجہ طواغیتِ تعلیم بہت دیر تک غیر شادی شدہ رہتے ہیں جمع کر کے ایرانی سوسائٹی کو مغربی جتنی آزادی کے قائل و متحمل نہ تھیں۔

اس منصوبے کا اظہار اگر کوئی شیعہ مجتہد یا آیت اللہ کرتا تو چنداں تعجب نہ تھا ان لوگوں

سے اور امید بھی کیا کی جاسکتی ہے۔ لیکن ہم حیران رہ گئے جب روزنامہ جنگ، ستمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر ان کے صدر رفسنجانی کا یہ بیان پڑھا۔

ایرانی معاشرے کو بچانے کے لیے متعہ عام کرنا ہو گا

اس سے صرف تین روز قبل، اسی اخبار نے رفسنجانی کے نام سے یہ خبر بھی شائع کی تھی۔

”ایران میں غیر شادی شدہ افراد کو متعہ کی اجازت دے دی گئی“

”اسلام متعہ کی اجازت دیتا ہے“ رفسنجانی

ایران کے صدر علی اکبر رفسنجانی نے غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کو متعہ کے

ذریعہ اپنی جتنی ضروریات کو پُر کرنے کے لیے یہ بیان کیا کہ انسانی فطرت کو چیلنا

غلط ہے۔ اس لیے کنوارے افراد۔ رٹڈ وے۔ اور بیوہ عورتیں مختصر مدت کے لیے غیر رسمی شادیاں کر سکتے ہیں۔ (جنگ لندن ۴۔ دسمبر ۱۹۹۰ء)

پھر یہ خبر بھی ہم نے پڑھی :-

ایران میں اسلامی انقلاب کے گیارہ برس بعد صدر علی اکبر خاشی رفسنجانی نے جمنی اور سماجی میل جول کی طرف زیادہ لبرل رویہ اپنانے کی مہم شروع کی ہے انہوں نے متعہ کی ضرورت پر دوبارہ زور دیتے ہوئے کہا کہ اگر ایران نے بڑی تعداد میں اپنے لوگوں کی جمنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے غیر رسمی قلیل المیاد شادیاں کو تسلیم نہ کیا تو اسے شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایرانی ۲۰۲ پر انٹرویو دیتے ہوئے صدر رفسنجانی نے کہا کہ وہ متعہ کے متعلق سنجیدہ بحثہ اٹھا رہے ہیں اور وہ اس پر اصرار کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر متعہ کو عام نہ کیا گیا اور اس کے ساتھ منسلک بدنامی کو ختم نہ کیا گیا تو ہمارا معاشرہ شکست و ریخت کا شکار ہو جائے گا۔ کیونکہ ہم بہت سے مسلمانوں اور خصوصاً نوجوانوں کی جمنی ضروریات کو پورا نہیں کر سکیں گے۔

(جنگ لندن ۴۔ دسمبر ۱۹۹۰ء)

ہم ایرانی صدر رفسنجانی کے اس بیان کے جواب میں ایک شیعہ مفکر ڈاکٹر موسیٰ الموسوی سکایہ سوال نقل کرنا کافی سمجھیں گے :-

میں ان فقہاء شیعہ سے سوال کرتا ہوں جو متعہ کے جواز اور اس پر عمل کے مستحب ہونے کا فترے دیتے ہیں کیا وہ اپنی بیٹیوں، بہنوں اور رشتہ دار لڑکیوں کے ساتھ اس قسم کی حرکت کی اجازت دینا پسند کریں گے یا ان کے بارے میں ایسی بات سن کر ان کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے۔ رگیں مچھول جائیں گے اور غصے پر قابو نہیں رکھ سکیں گے؟

(اصلاح شیعہ ص ۱۹۹ ڈاکٹر موسیٰ الموسوی)

جن لوگوں کی اسلام کے نظامِ عفت اور عورت کے مقامِ حرمت پر نظر ہوگی وہ مخلوط سوسائٹی کے موجودہ مغربی ماحول میں متحہ عام کرنے اور لڑکیوں کو کراہیہ پر لانے کے شرمناک مبنی پروگرام کی کبھی جرأت نہ کر سکیں گے۔

اسلام میں عورت کا نظامِ عفت و حرمت

عفت و عصمت ایک ایسا گہرے جس سے انسان کی انسانیت میں نکھار آتا ہے اور یہ ایک ایسا جوہر ہے جس کی قدر کرنے سے انسان کی انسانیت کو چار چاند لگتے ہیں اور یہ ایک اتنی قیمتی چیز ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی اس کا بدل پیش کرنے سے قاصر ہے جس شخص نے اپنی عفت و عصمت کی حفاظت نہ کی تو پھر اس کی انسانیت تار تار ہو کر رہ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیثِ پاک میں عفت و عصمت کی حفاظت اور شرافت و سجاوٹ اور شرم و حیا کو اپنانے پر بطور خاص زور دیا گیا ہے اور ہر وہ قول و عمل بلکہ ہر وہ حرکت جو کسی درجے میں بھی عفت و عصمت کے منافی ہو یا جس سے بے شرمی و بے حیائی راہ پائے شریعت میں اسے بہت بڑا جرم بتلایا گیا ہے۔

عفت و حرمت قرآن کی نظر میں

عفت و عصمت کی اہمیت کا اسی سے اندازہ لگائیے کہ قرآن کریم نے اسے بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اگر کسی پیغمبر پر عفت کے خلاف کوئی طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا تو خود پروردگار عالم نے ان کی صفائی پیش کی اور ان کی شرافت و سجاوٹ کا اعلان فرمایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور خود ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برکت اور پاکدامنی کا قرآن نے اعلان فرمایا۔

عفت و حرمت احادیث کی نظر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں عفت و عصمت کی اس قدر اہمیت تھی کہ

آپ جن مردوں اور عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ ان میں یہ بات بھی شامل تھی ”ولا یزنینہ“ کہ وہ دنیا نہیں کریں گی۔ اپنی عفت کا جنازہ نہیں نکالیں گی۔ اسی طرح احادیثِ پاک میں ایسے واقعات و ارشادات بکثرت ملتے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف پیرایوں میں لوگوں کو عفت و عصمت اور شرافت و اخلاق کی تعلیم و تاکید فرمائی۔

جب ابوسفیانؓ سے ہرقل شاہِ روم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا کہ وہ تم کو کیا بات بتاتے ہیں۔ اس وقت حضرت ابوسفیانؓ نے فرمایا۔
یا مرنابا بالصلوۃ والصدقة والعفاف والصلۃ۔

ترجمہ: کہ آپ ہمیں نماز صدقہ عفت اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔
عورت فرمائیے۔ نماز صدقہ کے ساتھ ساتھ عفت و عصمت کا بیان اس کی اہمیت کی کس قدر نشان دہی کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ جاہلیت کے وہ تمام طور و طریقے جن سے عفت و عصمت پر عرف آتا ہو اور فحش و بے حیائی کو راہ ملتی ہو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کا نہ صرف سد باب کیا بلکہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان جرائم کے خاتمہ کے لیے سخت سزائیں مقرر کیں تاکہ معاشرہ سے حیرانیت کو ختم کیا جائے اور عفت و عصمت کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔

مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ایران سے اٹھنے والی صداؤں میں ابھی ایک متعہ کی صدا باقی تھی جسے رفسخانی نے پورا کر دیا۔

مسئلہ متعہ کیا ہے؟ اس کے کیا فضائل ہیں؟ اس کی کیا قیمت ہے؟ اس کی تفصیل آپ اگلے صفحات میں ملاحظہ کریں گے۔ یہاں صرف اس بات کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ متعہ عفت و عصمت کی ضد کا نام اور شرم و حیا کا جنازہ نکلنے کا نام ہے۔ ایرانی رفسخاؤں کے اس اعلان سے نہ جانے کتنی معصوم و کیاں عفت و عصمت کا جنازہ نکال چکی ہوں گی۔ کتنی عورتوں نے عزت کے سودے کر ڈالے ہوں گے۔ کتنوں کی عزت و حرمت کی دھجیاں بکھر گئی ہوں گی اور اس کے لیے کتنے آیت اللہ آگے بڑھے ہوں گے اور اس کے اثرات کہاں کہاں پڑے ہوں گے۔

اس ایرانی اعلان نے بھائیہ میں رہنے والے مسلمان نوجوانوں کو عیاشی و فحاشی کی کتنی راہیں فراہم کر دیں یہ الگ داستانِ عبرت ہے جو لوگ پابتجہیں کو دنیا میں عیاشی پھیلے ہم نہیں عذاب الیم کی بشارت دیتے ہیں۔ یہ بھائیہ جہاں کی بدتمیزی و بے تمیزی مسلمانوں کے لیے دہر قاتل ہے۔ جہاں قدم قدم پر شیطنت کا حملہ ہے۔ جہاں ہر موڑ پر فحاشی و عیاشی، بے حیائی اور بے شرمی کے جیسا سو نظر آئے ہیں جو ہمارے نوجوانوں کو اپنے دامِ تزویر میں لینے کے لیے بے چین و بے تاب ہیں۔ انفس کہ اس اعلان نے ہمارے نوجوانوں کو اس جانب قدم بڑھانے کی اجادت دے دی اور یہ اجادت بھی قرآن کے نام پر۔ اسلام کے نام پر دی گئی ہے۔ اس لیے یہاں کا ہر وہ نوجوان جو کہ تہذیبِ مغرب کا عاشق ہے۔ اپنی عیش و عشرت کو اب اسلام کا نام دے کر اپنے شیطانی جذبات کی تسکین کر رہا ہے اور وہ سمجھ رہا ہے کہ میں کسی نہ کسی آیتِ اللہ کی پیروی کر رہا ہوں۔ معلوم نہیں ایرانی رہنماؤں کو متعہ عام کرنے کی ضرورت اب کیوں پیش آئی ہے اور کس لیے یہ قبیح عمل اسلام کے نام پر رائج کر کے شریعتِ محمدیہ کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے۔ اگر انہیں اپنے مشہور مسئلہ کا اتنا ہی شوق چڑیا تھا تو شوق سے اس پر عمل کرتے۔ مگر اسلام اور شریعتِ محمدیہ عیسیٰ پاک اور مبارک شریعت کو تو بدنام نہ کرتے۔

یہاں کے غیر مسلم کیا کہتے ہوں گے۔ انہوں نے ابھی تک اپنی گول فرنیڈز کو صلیبی تقدس نہیں دیا۔ مگر ایران کی مذہبی حکومت نے اس میں کوئی حار محسوس نہیں کی۔

کہیں ت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذباً۔

ایرانی صدرِ رفسنجانی کے اس اعلان نے ایران میں کیا اثر پیدا کیا ہوگا اسے اہل ایران جانیں۔ لیکن ہمیں خبر ملی کہ یہاں جو نوجوان کسی مذہب و مسلک کے نہ تھے اور ان کی زندگی میں کبھی کوئی دینی نقشہ عمل نہیں نہ دیا گیا۔ وہ نہایت اہتمام سے متعہ کے لیے لڑکیاں تلاش کر رہے ہیں۔ ہم نے انہیں منع کیا تو انہوں نے ہم سے بحث شروع کر دی۔ غلط بھی لکھے اور متعہ کی حمایت میں کچھ کتابیں اور پمفلٹ بھی بھیجے۔

ہم نے ان کا بغور مطالعہ کیا۔ مگر انفس کہ ان میں ایک دلیل بھی ایسی قوی نہ ملی جس کی سند حضرت علیؑ تک پہنچتی ہو۔ یہ لوگ خود خواہ ان کا نام بدنام کرتے ہیں اور طرفہ نما شاہد ہے

کہ انہوں نے متعہ کو ایک عمل نہیں ایک عبادت کا نام دے رکھا ہے (قالی اللہ المشتکی)
 اساتذہ محترم محقق العصر حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا
 انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے نہ صرف اس پر ایک جامع اور تحقیقی مقدمہ تحریر فرمایا بلکہ عجیب
 مفید مشوروں سے بھی نوازا اور بعض مقامات پر اصلاح بھی فرمائی۔

فجزاہ اللہ خیر الدارین احسن الجزاء۔

ضرورت ہے کہ اب اس کتاب کی پاکستان اور ہندوستان میں بھی خوب اشاعت
 ہو تاکہ وہ ممالک اس عیاشی سے محفوظ رہ سکیں اور شرعی معاملات اور تحریفات کے پردے
 بھی کھل جائیں اور کوئی نوجوان جہنی خواہشات کے نشہ میں اپنا مذہب تبدیل نہ کرے۔

اللہم احفظنا من شرور بنی متعہ فی کل بلدۃ من بلاد الاسلام۔ آمین

والسلام

محمد اقبال رنگوٹی عفا اللہ عنہ

اسلامک ایڈمیٹریٹو

مقدمہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبوة بعده وعلیٰ آلہ و
اصحابہ الذین اوفوا عہدہ۔ اما بعد :

ہمارے اکثر مجاہد حیران ہوتے ہیں کہ اسلام جس کی بلند پایہ تعلیمات نہایت ہی اعلیٰ اور پاکیزہ اخلاق کا نمونہ پیش کرتی ہیں اور جس کے رسول معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مقصد بعثت ہی " بعثت لاقم مکارم الاخلاق " کے الفاظ میں تعمیر اخلاق قرار دیا، اس میں متعہ جیسے فحش حیا سوز اور اخلاق باختہ مباحث کیسے قائم ہو گئے لیکن جو حضرات تفتیش اسباب کے میدان میں اترے، انہوں نے یہ دیا کہ جب سلطنت ایران اور دولت یونان حضرت فاروقی کے ایک ہی صدر سے پاش پاش ہو گئیں تو دشمنان اسلام نے منافقت کے لباس میں حضرت فاروق اعظمؓ بلکہ خود اسلام کے خلاف جو بزدلانہ سازش کی اس کی دسیہ کاریوں کا ایک عنوان " عبادت متعہ " بھی ہے۔

جب کفر و الحاد کے ستون گر گئے اور ان کی حکومتیں مٹ گئیں تو دشمنان اسلام کے لیے صرف ایک ہی صورت باقی بچی کہ دوست بن کر دشمن کا کام کیا جائے اور اسلام سے اختلاف کرنے کی بجائے اسلام میں اختلاف پیدا کیے جائیں سو اس سازش کی پرورش قدرتی طور پر اپنی ملاقاتوں میں ہوتی جنہیں حضرت عمر فاروقؓ نے فوج کیا تھا۔ یہ خوفناک سازش اسلام اور اسلامی فتوحات کے خلاف ایک جذبہ انتقام تھا۔ ایرانی شاعر رضا کے کردہ تھا کہتا ہے یہ

بشکت عمریشت ہژیران اجسم را بہاد فنا داد رگ وریشہ جہم را
ایں عربدہ برغصب خلافت زعلی نیست باآل مہرکینہ قدیم است مجہم را

یہ میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی بزرگیوں کی تکمیل کروں۔

ترجمہ عمر نے جنگل کے شیروں کی پشت توڑ کر رکھ دی اور مجید ایرانی کے
لگ وریشہ کو پامال کر دیا۔ اہل ایران کا جھگڑا حضرت عمر سے اس لیے نہیں
کہ انہوں نے علیؓ کا حق چھینا بلکہ فاروقی لشکروں سے عجم کی پرانی دشمنی
چلی آ رہی ہے کہ آپ فارت گرجم کیوں تھے۔

مشرق محقق براؤن کی غیر جانبدارانہ رائے ملاحظہ ہو۔

غلامنہ راشدینؓ میں سے دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ سے جو اہل عجم متفق ہیں تو
اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ فارت گرجم تھے۔ اگرچہ اس نفرت
کو مذہبی رنگ دے دیا گیا لیکن اصل حقیقت اندر سے صاف نظر آتی ہے۔

ان اشقیاء نے نظامِ کس سلام قبول کر لیا لیکن دفا اپنے پرانے مجوسی دین سے ہی
رکھی۔ فتح اسلام سے پہلے ایران میں ساسانی خاندان حکمران تھا جس کا سرکاری مذہب دین
زرشت تھا۔ ساسانی سوسائٹی میں جو اخلاق اور معاشرتی رسم و رواج قائم تھے ان لوگوں
نے آہستہ آہستہ انہیں ہی اسلام کا نام دینا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسلام سے انتقام
لینے کے لیے سلام کے نام پر ایک اور پورا نظام قائم ہو گیا اور ایک نیا مذہب بن گیا جس کے
موتے مورتے بنیادی اصول یہ قرار پائے۔

① — قرآن پاک میں تبدیل و تحریف کے الزامات اور اس میں کمی بیشی کی تشکیکات
پیدا کرتے رہنا تاکہ بنیاد اسلام ہی متزلزل ہو جائے۔

② — سب عربوں کے خلاف بالعموم اور ان صحابہؓ کے خلاف بالخصوص نفرت پیدا کرتے
رہنا جنہوں نے ایران کو فتح کر کے داخل حدود اسلام کیا ہے۔

③ — مسلمانوں میں سے صرف اسی خاندان کے ساتھ اظہارِ عقیدت کرنا جس کی رگوں
میں ایران کا شاہی ساسانی خون موجود ہو۔ یعنی آخری ساسانی تاجدار یزدگرد ثالث کی بیٹی
شہر بانو کی اولاد کو ہی اپنی عقیدت و محبت کا مرجع بنانا اور یہی اصول الاپنا کہ اس خاندان

کوئی حکومت کرنے کا الہی حق حاصل تھا اور جنہوں نے بھی حکومت کی وہ ب فامب تھے۔

(۱۴) — تبقہ متعہ عاریۃ الفرج اور تزویج فخریات جیسے جیاسوز اعمال کو اعلیٰ درجے کی عبادت قرار دے کر اسلام کے نظام اخلاق کو تباہ کرنا۔

(۱۵) — تمام اسلامی حکومتوں کو اپنی مجالس خاصہ میں فامب حکومتیں قرار دینا اور الزہیں رخنہ اندازی کے اسباب کی مسلسل تلاش کرتے رہنا۔ ابن علقمی اور محقق طوسی کی طرح تحت خلافت تک اٹھنے سے باز نہ رہنا جیسے کہ صفویوں نے ترکوں کے مقابلہ میں دہل مغرب کے ساتھ صرف اس لیے سازش کی تھی کہ ترک سنی مسلمان تھے۔

ایمانی سوسائٹی کے جس عمل کو آج عبادت متعہ کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل اسلام سے پہلے کے سامانی نظام معاشرت سے لی گئی ہے۔ وہاں شادیاں دو قسم کی ہوتی تھیں ایک مستقل اور ایک عارضی مستقل شادی کے میاں بیوی کے لیے پہنوی زبان میں شوہر اور زن کے الفاظ استعمال ہوتے تھے لیکن عارضی شادی کی صورت میں شوہر اور بیوی کے لیے میرگ اور زیانگ کی قانونی اصطلاحات تھیں بلکہ

اس عارضی شادی کے لیے نہ گواہوں کا کہیں ثبوت ملتا ہے اور نہ اس میں عورت کو وارثوں کی اطلاع یا رضا ضروری تھی۔ اس میں مذورداشت چلتی تھی نہ طلاق بہوتی تھی اور نہ ہی ازدواج کی اولاد اپنے اصل باپ کی طرف منسوب ہوتی تھی بلکہ

فتح اسلام کے بعد ان لوگوں کو جب ایسی عیاشیوں اور لذت سامانیوں کا کوئی رستہ نہ ملا تو انہوں نے اسی رسم کو عبادت متعہ کا نام دے کر اپنی ضرورت پوری کر لی۔ نہ زن ممتوعہ چار میں شمار ہوتی (کافی جلد ۱۹) نہ اس کے لیے وراثت کی قید رہی (ع ۱۹) نہ طلاق کی حاجت پٹری (ع ۱۹) اور نہ ہی اس کے لیے گواہ اور ولی کی ضرورت ہوتی (ع ۱۹) بلکہ اسے تو ایک کارہ پرلی ہوتی عورت شمار کیا جانے لگا۔

بلکہ مکائدن سامانی جلد ۱۹ ص ۲۴

بلکہ فروع کافی جلد ۱۹ ص ۱۹

[illegible]

البتہ ذخیرۃ المحادم میں مدافہ تحریر کی قید ضرور موجود ہے کہ رشیم لیٹ لیں تو گویا وہ محادم نہیں۔ رشیم کے ٹکڑے نے بدن سے بدن لگنے نہیں دیا۔

بہر حال غلامہ کلام یہ ہے کہ ایرانی سوسائٹی کے جس عمل کو آج عبادت متعہ کہا جاتا ہے اس کی اصل اسلام سے پہلے کا عبوری نظام معاشرت ہے اور اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ عبادت متعہ کبھی بھی کسی اسلامی زمانے میں مشروع نہیں رہی اور نہ ہی اسلام کا نظام اخلاق اس جیسے حیا سوز فعل کی ایک لمحے کے لیے بھی اجازت دے سکتا ہے۔

یہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر ہے کہ متعہ ایک لفظ مشترک ہے جسے بعض اوقات توہ نکاح موقت کے لفظوں میں بولا جاتا ہے جس میں نکاح کے باقی سب وہی قانون ہیں جو نکاح قاسد میں پائے جاتے ہیں جیسے گواہوں کی موجودگی، اعلان عام، مدت نکاح میں احمد الزوجین کی وفات پر وراثت پانا وغیرہ۔ ہاں صرف مدت نکاح معین ہے اور بعض اوقات یہی نقطہ متعہ ایسے جنسی رابطے کے لیے استعمال ہوتا ہے جس میں نہ گواہوں کی ضرورت ہے، نہ اعلان عام، نہ سلسلہ وراثت اور نہ چار میں شمار ہونا وغیرہ۔ دوسرے لفظوں میں اسے زنا کہتے ہیں۔

پہلی قسم کے متعہ یعنی "مکاح موقت" کے متعلق تو مانا جاسکتا ہے کہ کسی وقت تک اسلام میں جائز رہا۔ لیکن "ایرانی متعہ" کا ایک لہجہ کے لیے "تصور جواز" بھی اسلام کے

ملہ اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب کی اس ساسانی روایت پر ہے۔
www.jmmpak.tk

مربع اخلاق پر ایک ضرب کاری ہے

اسلام کا نظام حیات تو یہاں تک فحاشی کی بڑکاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ
بمعنی نکاح موقت کو بھی ہمیشہ کے لیے حرام فرمادیا۔ سیدنا حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔
حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم خبیث اللحم الاہلیۃ
ونکاح المنعہ۔

ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھر بیوگدھوں کے
گوشت اور نکاح متعہ کو حرام فرمادیا۔

ایرانی سوسائٹی کے اس میاں بستر نے جب اس واضح حکم کو اپنی لذت سامانیوں
میں مانع دیکھا تو دلیل اور مدلول دونوں پر تاویل کے ہمت نہ صاف کیے اور اس حدیث کے
متعلق یوں دسیہ کاری کی۔

ان هذه الروایۃ وردت مودۃ النقیۃ۔

ترجمہ یہ روایت یقیناً تقیہ کے طور پر وارد ہوئی ہے

ان حضرات نے اپنے لیے راستہ نکالنے کی کوشش تو کی لیکن اس بات پر غور نہ
کیا کہ جب آنحضرت کو تقیہ کرنے کی ضرورت کیا تھی، اور کن لوگوں سے آپ نے تقیہ کرنا تھا۔
اور اگر آپ بھی تقیہ کرتے تھے تو باقی ذخیرہ دین کا کیا القہد ہے کہ وہاں زیادہ تقیہ تھا یا اندازہ
حقیقت۔ کچھ تریار لوگوں نے سوچا ہوتا کہ ”اس راہ کو تو سے روئی بہ ترکستان است“
ممکن ہے کہ اس حدیث کو تقیہ پر عمل کرنے والے گدھوں کا گوشت بھی کھاتے ہوں کیونکہ
ان کے متعلق اور متعہ کے متعلق ایک ہی اعلان ہے۔ اگر وہ حقیقت پر مبنی ہے تو متعہ بھی حرام
تھوڑا اور اگر یہ تقیہ پر مبنی ہے تو گدھے بھی حلال ٹھہرے۔

یہ تو ان لوگوں کا دلیل میں تصرف تھا اور مدلول میں خیانت یہ کہ جس متعہ کا ذکر
یہاں ہے اس سے ایرانی سوسائٹی کا متعہ مراد لیا ہے۔ حالانکہ جس نکاح متعہ کو یہاں حرام
فرمایا گیا اس سے نکاح موقت مراد تھا جس میں وہ تمام شرائط موجود تھیں جو نکاح حقیقی

میں پائی جاتی ہیں، اہل شریعت نے اس ایک استثناء یعنی تعین مدت کو بھی گوارا نہ کیا اور اسے اسلامی نظام معاشرت کے منافی سمجھتے ہوئے صاف صاف لفظوں میں حرام قرار دے دیا۔ پس جن حضرات نے اپنے خاص مفاد کے پیش نظر اس حکم کو مسترد کر دیا ہے یا کم از کم ان کا یہ بھی فرض تھا کہ اس سے نکاح موقت، بجمع شرائط الشکاح مراد لیتے ہیں لیکن انہوں نے اس سے انکار کیا ہے اور نہ انہوں نے اس سے ایسا کوئی کادہ مسترد مراد لے لیا جس میں اور نہ انہوں نے ایک عام نگاہ بھی کوئی فرق نہیں کر سکتی۔ ایسا مسترد نہ کبھی حلال ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ بہتان اور کذب و زور اور اقتدار ہے کہ زنا کی یہ صورت اجتہاد کے اسلام میں ناجائز تھی اور بعد میں اسے حضرت محمد فاروقؓ نے حرام قرار دیا۔

اسلام میں برائیوں کی تدبیر کی روک تھام

اسلامیات کے طلبہ جانتے ہیں کہ دعوت اسلام ابتدا میں قوموں اور علاقوں کے فطری تقاضوں کو ساتھ لے کر ہی ہے اور برائیوں کی روک تھام بھی اسلام نے تدبیر بنائی ہے۔ مکہ میں صبر و تحمل کی تعلیم تھی اور جہاد کا نام و نشان تک نہ تھا قربانیوں کے اس دور میں مومنین کو اپنا سب کچھ چھوڑنا پڑا یہاں تک کہ اپنے گھر بار سے وہ بھی چل نکلے۔ یہ اپنا سب کچھ چھوڑنے والے مہاجرین کہلاتے اور ان کی مدد کرنے والے انصار۔ سب یہ قوم مدینہ آپکی تھی اور مدینہ ان کا مرکز تھا۔ پھر کہیں جا کر انہیں جہاد کی اجازت دی گئی کہ ان مظلوموں کو اپنے غلاموں کے سامنے اٹھنا جائز ہے بلکہ اس کا حکم بھی دیا گیا۔

مسلمان جہاد کی بے پردگی اسلام کے نظام حیا کے خلاف تھی مگر اس کا حکم بھی دیر میں ہوا، ان دنوں اسلام کا فلسفہ عمل برائیوں کی تدبیر کی روک تھام تھا، ضرب کی حرمت بھی ایک ہی دفعہ نہ ہوئی اسے پہلے رزق پر حسن نگاہ کیا پھر کہیں جا کر اسے کوئی ملامت ٹھہرا گیا۔

اسلام میں انتہائی لائق قدغن برائیاں

اسلام میں پھر دنیا کی برائیاں بڑھتی جاتیں، شہادت زور چوری اور زنا۔

— باقی جتنی بھی برائیاں معاشرے میں ہو سکتی ہیں وہ سب ان کی فروع میں اسلامی نظام حیات میں ان پر پوری گرفت ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام نے ان کے خلاف تہلکی دور میں نہ کوئی اعلان کیا نہ ان پر قہر من لگائی۔ شراب پینا دور جاہلیت میں برائی نہ تھی لیکن زنا ان دنوں بھی ایک عیب سمجھا جاتا تھا اور اولاد زنا اولاد نکاح کے درجہ میں نہیں سمجھی جاتی تھی۔ سو شراب تو بد ریختا حرام ہوئی مگر زنا اسلامی معاشرہ میں ابتداء سے ہی حرام ٹھہرا۔

اب زنا کے جملہ ذرائع کا سبب باب ضروری تھا۔ حکم ہوا کہ تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ زنا کے قریب جانے کے جتنے بھی مواقع ہو سکتے تھے ان پر تدبیراً قہر من لگائی گئی لیکن خود زنا ایک ہی دفعہ حرام ٹھہرا گیا۔ جیسی بے راہروی کا ایک بڑا سبب جوان مردوں کا ایک بے عرصے کے لیے اپنے گھروں سے دور رہنا بھی ہو سکتا تھا۔ دشمنوں سے سر جنگ بعض اوقات مجاہدین کو کئی کئی دن اپنے گھروں سے دور رکھتی۔ خود خیبر کی فتح میں مسلمانوں کے کتنے دن لگے تھے۔

نکاح موقت کو اسلام کے نظام اخلاق کے خلاف تھا اسے یکسر ختم نہ کیا گیا یہ عورت کے مقام احترام کے بھی خلاف تھا تاہم اس سے کچھ وقت تک کے لیے نہ روکا گیا۔ اس میں اور زنا میں جلی فرق واضح تھا۔ مگر اسلام انسان کا شرف انسانی اس سے اونچا رکھنا چاہتا تھا۔ اپنے گھر سے بے سفروں اور طویل جنگوں میں تو اسے جواز رکھا گیا لیکن عام گھریلو زندگی میں اور روزمرہ کے اعمال میں کہ مکرمہ سے ہی یہ تعلیم ملی آرہی ہے۔

والذین ہم لفر وجہم حافظون الاعلیٰ انوا جہم اور ما ملکت
ایمانہم فانہم عنین ملومین۔ فمن ابتغیٰ وراء ذلک فاولیٰک
ہم العادون۔ (سُورۃ المؤمن آیت ۵ تا ۷)

ترجمہ۔ وہ مومن فلاح پاگئے جو اپنی شرکاءوں کی حفاظت کرنے والے ہیں
ماسوائے اپنی بیویوں کے اور ملک یمین باندیوں کے۔ سو ان پر کوئی ملامت
نہیں جو ان کے سوا کوئی اور راہ دعوئہ دے تو وہ بے شک دیادتی کہنے

اسلام کا عام قانون اخلاق یہی تھا۔ مگر جوانوں کو ابتداء میں زنا سے بچانے کے لیے لمبے سفروں اور جنگوں میں نکاح موقت کی اجازت دینی ضروری تھی۔ تاکہ وہ کسی غلطی میں مبتلا نہ ہو۔ یہ اجازت اس وقت ختم ہو جاتی جب جنگ سے واپسی ہو جاتی، پھر دوسری جنگ میں اس کا موقع انہیں اسی اصول کے مطابق بنا کہ ایسے حالات میں وہ پھر نکاح موقت کر سکیں اور پھر وہ ایسا کر لیتے اس کا یہ معنی نہیں کہ پہلی جنگ میں اس کا ختم ہونا اس کا نسخہ تھا اور اب دوسری جنگ میں پھر اس نسخہ کا نسخہ ہوا۔ پھر عمل ہوا اور پھر اس کا نسخہ ہوا۔ یہ بات باور کرنے کے لائق نہیں۔

افطار کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو ہر روز کے کی انتہا پر ہوتی ہے وہ ایک مدت صوم کا افطار ہے اور دوسرا عید کے دن کا افطار ہے صوم الرویۃ الہلال وا فطر وا لودیہ میں اسی افطار کا بیان ہے۔ یہ دوسرے کی افطار ہے کہ اب روزوں کے دن گئے۔ مدت جنگ ختم ہونے پر متعہ کا حرام ہونا اور پھر کسی وقت کثرت اس کا حرام ہو جانا ان دو میں ہرگز کوئی تقاض نہیں ہے۔

ابتداء میں خاص حالات میں اس نکاح موقت کی اجازت تھی اور یہ سبھی از ولج میں اور چلہ کی تعداد میں برابر شامل سمجھی جاتی تھی، ہاں اسلام نے کچھ عرصہ بعد اسے اس نکاح موقت کو، کلیۃ شرام ٹھہرایا اور پھر ان خاص حالات میں بھی اس کی اجازت نہ رہی۔ — پھر مسلمان حکمرانوں نے یہ پالیسی بنالی کہ فوجی لوگ سرحدوں پر چار ماہ سے زیادہ کے لیے پابند نہ رکھے جائیں انہیں گھر جانے کے مواقع آسانی سے مہیا کیے جاتے ہیں۔

نکاح موقت میں عورت صرف جنسی تقاضے کے لیے نہ ہوتی تھی، غاوند کے مال و سامان کی دیکھ بھال اور کھانے وغیرہ کا اہتمام بھی وہ کرتی تھی۔ اس میں بے حیائی کا کوئی پہلو سامنے نہ تھا۔ ترمذی شریف میں ہے۔

فیتزوج المرأة بعد ما یوکل انہ یقسم فحفظہ متاعہ وتصلح لہ شیئاً

ترجمہ۔ وہ کسی عورت سے اس اندازے پر شادی کر لیتا جتنا عرصہ اسے وہاں

رہنا ہے وہ اس کے لیے اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کے لیے کھانا وغیرہ بناتی۔

مگر چونکہ عورت سے یہ تمتع (فائدہ اٹھانا) عارضی تھا۔ اس لیے اسے متعہ النساء بھی کہا گیا ہے۔ تاہم اس کا ایران کے اس متعہ سے کوئی تعلق نہیں جو وہاں اسلام سے پہلے ساسانی دور میں جاری تھا۔ صرف ایران نہیں ایران سے آگے ہندوستان میں وہاں بھی زمانہ قبل از اسلام میں بلکہ زمانہ کے زمانہ میں جنسی تقاضے پورے کرنے کے اس قسم کے بہت سے کام ہوتے تھے۔ یہ اسلام ہے جس نے ان تمام معاشرتی برائیوں کا سد باب کیا۔ اور پوری اولاد آدم کو شرفِ انسانی بخشا۔

ہندوؤں میں جنسی تقاضے کا عارضی ردِ عمل

آپ ہندوؤں کے چار ویدوں کے نام سے نا آشنا نہیں ہوں گے۔ رگ وید۔ سام وید۔ یجر وید۔ اخرو وید۔ ان میں رگ وید میں متعہ اور بیوہ کا نکاح دونوں جائز رکھے گئے ہیں۔ اولاد نہ ہو تو اس کے لیے یہ لوگ نیک کرتے تھے۔ مستقل بیوی نہ ملے تو پھر متعہ کرتے تھے۔

یہاں مستقل بیوی کا لفظ مشترک بیوی کے مقابل ہے۔ ویدک زمانے میں ایک عورت کو اجازت تھی کہ بیک وقت کئی کئی شوہروں کی بیوی ہو سکتی ہے۔ بعض اوقات چار بھائی ایک بی بی پر بس کرتے تھے شیعوں نے متعہ کا تصور ہندوؤں سے لیا ہے۔ اگر ان کا متعہ وہی متعہ النساء ہے جو ابتداء میں جنگوں کے حالات میں نکاحِ موقت کے طور پر جاری تھا تو بتائیے کہ وہاں بھی کیا کبھی کوئی عورت کئی کئی مردوں کا تختہ مشق بنی؟ نہیں تو پھر ہندوستانی متعہ یا ایرانی متعہ کو اس متعہ سے کیا نسبت۔ جو ابتداء میں طویل سفروں کے حالات میں عرب میں نکاحِ موقت کے نام سے کبھی ہوتا رہا۔

مشریف ایم اپنے مقدمہ تفسیر الفرقان میں قرابت کے عنوان سے لکھا ہے۔

ویدک زمانے میں کثیرالازواجی ہی نہیں بلکہ ایک عورت کو بھی ایک ہی

عالت میں کئی کئی شہزادوں کے کرنے کی اجازت تھی۔ چار گئے بھائی ایک ہی
 بی بی پر بس کرتے تھے۔... کہتے ہیں رگ وید میں متعہ بھی جائز تھا اور
 بیوہ کا نکاح بھی بلے

اور پھر آگے جا کر لکھتا ہے۔

ایرانی معاشرت ہندوستان سے بھی کئی درجہ آگے بڑھ گئی تھی۔ ہندوستان میں
 تو صرف اس قدر تھا کہ چار بھائی ایک ہی عورت سے شادی کر سکتے تھے۔
 ... مگر ایران میں صلبی تعلقات (رشتوں) پر بھی مٹی پڑ گئی تھی۔ سگی بہن بیٹی
 اور بعض اوقات ماں بھی بی بی بنائی جاتی۔... ایران میں اس قبیح رسم کو کوئی
 عیب نہیں لگاتا تھا اور چونکہ عام طور پر رائج تھی اس لیے اس سے یہ کوئی
 عیب بھی نہیں رہی تھی۔ بلے

شیعہ اسی ایرانی متذیب اور اسی محوی دین کے وارث ہیں۔ یہ لوگ اگر اپنے آپ کو
 مسلمان کہتے مگر ان کی امتیازی دالیتیں سب بھی تھیں۔ متعہ بھی اپنی حدوں میں سے ایک ہے
 جو مسلمان کو شیعیت کے آئینہ میں دیکھنا پڑا۔

جنسی خواہشات کی تمکیمیں میں عیب انہیں متعہ سے سیری نہ ہوتی تو پھر انہوں نے اسے
 عبادت کا نام دیا اور اس کے فضائل اور برکات میں وہ روایات گھڑیں کہ انسانی شرافت
 سرخ کر رہ جاتی ہے۔

ان کا ایک فرقہ سمیعہ نام کا ہے وہ جنسی تسکین کے لیے مردانہ متعہ کو بھی جائز رکھتا
 ہے لیکن بڑی عمر کے مردوں سے نہیں۔ امردوں سے جن کی مسیں ابھی بھٹی نہ ہوں۔
 اثنا عشریوں کا مشہور مؤرخ ابو محمد حسن بن موسیٰ نو بختی جو تیسری صدی کے آخر میں گزرا ہے
 فرقہ الشیعہ میں لکھتا ہے۔

مرکز انتشارات علمی میلٹ ایران نے اس کتاب کو ایران سے بڑی آہ و تپاب سے شائع
 کیا ہے۔ نو بختی لکھتا ہے۔

وہ بہتر شدن بانزدیکان و خوشیاں را از زمان و امرواں جائز دانند
و دریں بارہ سخن خداوند را کہ فرمود او میز و جہر ذکر انا و انما (پہنچائی)
تاویل کردہ گواہ خود آوردند۔

ترجمہ۔ اپنے ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں کی عورتوں اور ان کے کونڈوں
سے ہم ہنتر ہونا جائز سمجھتے ہیں اور اس سلسلہ میں قرآن کریم کی آیت (اور وہ
انہیں مردوں اور عورتوں سے تزویج دیتا ہے) سے استدلال کرتے
ہیں اور اس سے اپنا گواہ ٹھہراتے ہیں کہ مردوں کے بھی تزویج ہو سکتی ہے
متعد مردانہ کے جواز کا تقاضا تھا کہ اب یہ اس عمل کو اپنی عورتوں سے بھی جائز رکھیں
اور جب عورتوں سے انہوں نے یہ کارکردگی جائز رکھی تو اب کون سا قانون یا اخلاقی ضابطہ ہو
ہو سکتا ہے جو انہیں عمل قوم لوط سے باز رکھے۔

نہایت افسوس ہے کہ انہوں نے اپنی بیویوں سے یہ عمل کرنے کو قرآن کے نام سے جواز
بخشا۔ قرآن میں کہا گیا تھا کہ تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تم ان کے پاس
جدھر سے چاہو آؤ۔ اسے انہوں نے اپنے حق میں سند جواز سمجھ لیا اور یہ نہ سوچا کہ
اگر تم اپنی بیویوں سے یہی فعل کرو تو کیا اس عورت میں بھی وہ کھیتیاں رہیں گی اور کیا اس طریق
سے کوئی پیدائش ممکن ہے حضرت لوط علیہ السلام نے ایسا کام کرنے والوں کو اسی بات کی
طرف توجہ دلائی تھی۔

النکو لثاقون الرجال و تقطعون السبیل۔ (پٹا انکسرت)

ترجمہ۔ تم آتے ہو مردوں پر اور قطع کرتے ہو راہ نسل انسانی چلنے کی۔

اب وہ روایات لیجئے جو شیعوں نے اپنے اس فعل بد کے لیے وضع کر رکھی ہیں اور
ظلم بالانکس ظلم یہ کہ انہوں نے یہ روایات ائمہ اہلبیت کے ناموں سے بنائی ہیں۔ اس سے زیادہ
اہلبیت سے بدتر وہی اور کیا ہوگی؟

یہ آپ سوچیں۔ ان کے بیان کے مطابق حضرت امام جعفر صادقؑ سے یہ مسئلہ پوچھا

لہ ترجمہ فارسی فرق الشیعہ ص ۲۴

گیا تو آپ نے فرمایا :-

عن ائمان النساء في اعجازهن قال لا بأس ثم تلا هذه الآية نساء
حرف لکم فانوا حرتکم انی شئت۔

ترجمہ: عورتوں کے پیچھے محبت کرنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔
قرآن کریم میں ہے: تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تم آؤ کھیتوں
پر جیسے چاہو۔

شیعہ کی جس قدیم تفسیر سے یہ حوالہ لیا گیا ہے اس کا نام تفسیر عیاشی ہے۔ اس سے بڑھ کر
ان حضرات کی عیاشی کیا ہو گی کہ آگے پیچھے تک میں فرق نہ کریں۔

وہاں اثنا عشر لیں نے یہ شرط ضرور لگائی ہے کہ ایسا تب کر سکتے ہیں کہ عورت
اس سے راضی ہو (یعنی وہ اس کی عادی ہو ورنہ راضی کیسے ہوگی)۔

امام رضا سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے عجیب استدلال فرمایا کہ جب حضرت لوط
علیہ السلام نے ان بدکاروں کو اس عمل سے روکا تھا تو اس کے بدلے انہوں نے انہیں اپنی
بیٹیاں پیش کی تھیں اور یہ بات انہیں معلوم تھی کہ یہ ظلمی راہ کے عادی نہیں تھے اس کا
مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ پیغمبر وقت نے عورتوں سے اس فعل کو جائز قرار دیا۔
استغفر اللہ العظیم۔

سألت أبا الحسن الرضا عن آية الرجل المرأة من خلفها فقال أحلها
أية من كتاب الله قول لوط هؤلاء منافع من أطهر لكم ولقد
علم انهم لا يبدون الفرج۔

ترجمہ: میں نے امام رضا سے پوچھا کہ کیا آدمی عورت کے پیچھے سے آسکتا ہے؟ آپ نے
فرمایا اسے قرآن کی ایک آیت حلال قرار دیا ہے وہ لوط علیہ السلام کی یہ بات ہے کہ یہ میری
بیٹیاں ہیں جو وہ پاک حالت میں ہیں۔ لوط علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ ان کے
آگے سے آئیں گے۔ (استغفر اللہ)

پھر یہ روایت بھی پڑھ لیجئے کس طرح اس خلاف فطرت فعل کو جائز کیا گیا ہے۔
 عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا اتى الرجل المرأة فی دبرها فلعن
 بنزل فلا غسل علیہما وان انزل فعلیہ الغسل ولا غسل علیہما۔
 ترجمہ: ایک شخص کسی عورت کے پاس خلاف وضع فطرت آئے اور انزال نہ ہو
 تو دونوں پر غسل نہیں آتا۔ اور اگر انزال ہو تو عورت پر غسل نہیں

امام جعفر صادقؑ کے نام سے ایسی فحش باتیں لکھتے قلم اڑتا ہے۔ ان پاک طینت حضرات
 نے یہ باتیں ہرگز نہیں کہیں۔ اثنا عشریوں نے خود ہی فقہ جعفری کے نام سے ایسا مذہب مرتب کر ڈالا
 ہے۔ غور کریں اگر یہ فعل قبیح عورتوں سے ہو سکتا ہے تو لڑکوں سے اس عمل کیسے خلاف فطرت ٹھہرایا
 جا سکے گا۔ بجز اس کے کہ عورت نکاح میں ہے اور لڑکا نکاح میں نہیں۔ یہ قباحت وہ ہے جو فحاشی
 سے آتی لیکن نفس فعل میں کوئی قباحت نہ رہے گی۔ پھر ہمیں یورپ کے اس تاریک معاشرے پر
 انگلی اٹھانے کا کوئی حق نہیں جو مرد کے مردے شادی کرنے کو سنبھلا دیتا ہے روزنامہ ٹینک
 لندن کی ایک رپورٹ ملاحظہ کریں۔

لندن میں پندرہ ہم جنس پرستوں نے آپس میں شادی کر لی۔ رپورٹ کے مطابق
 یہ پندرہ جوڑے میٹروپلیٹس چرچ میں جمع ہوئے جہاں امریکہ کے ایک نامور
 پادری فادر بنارڈو پیسج اور رپورٹر ڈیمین وڈ ہاسٹ نے انہیں شہ ازدواج میں مبارکباد دی۔

جب ہم نے اس پرائیویٹ انگلی اٹھائی تو ان کے لوگ فقہ جعفری کی کتابوں اور اثنا عشری
 تفسیروں کا ایک طومار لے کر پیسج گئے۔ مجبوراً ہمیں انگلی نیچی کرنی پڑی۔

ڈنمارک کی حکومت کا فیصلہ

روزنامہ جنگ لندن کی ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء کی ایک خبر ملاحظہ ہو۔ روزنامہ جنگ نے یہ خبر

لندن نامنر کے حوالے سے شائع کی ہے۔ حکومت نے لواطت پرستوں کی شادی کو سرکاری تحفظ دینے کا اعلان کیا ہے جو یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء سے شروع ہو چکا ہے۔ اس تحفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دو مردوں نے آپس میں شادی بچالی ہے۔ یہ شادی رجسٹرار کے دفتر میں ہوئی جہاں شادی کے سرٹیفکیٹ جاری کیے گئے اور مزید دس جوڑوں نے اس میں حصہ لیا۔

یورپ کی اس بے راہروی پر ہمیں تعجب نہیں۔ جو قانون غیر الہی بنیادوں پر قائم ہو گا، انجام کار وہ غیر انسانی قدروں کی پرورش کرے گا اور اس کی چھاپ پورے پیروں پر غیر فطری ہو گی۔ لیکن اس شکایت سے ہمارا کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ شیعہ علماء نے کس ہیرادی سے اس فعل قبیح کو عورتوں سے جائز رکھا۔ صرف اس وجہ سے کہ دونوں نکاح میں منسلک ہیں، لیجئے اہل یورپ نے ہم جنس لڑکوں کو بھی شادی کے بندھن میں لاکر اس فعل قبیح کو سند جواز دی۔ افسوس شیعہ علماء اس اخلاقی پستی میں گر گئے کہ اب اٹھنا شاید ہی کسی خوش نصیب کو نصیب ہو۔

خلاف وضع فطرت کے خطرناک نتائج

اٹھائیسویں صدی کے اس غلط موقف کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بعض حلقوں میں لڑکوں سے فعلی کی راہ بھی ہموار ہو گئی کیونکہ یہ عمل دونوں صورتوں میں ایک وضع رکھتا ہے عورت سے ہو یا کسی لڑکے سے۔ فرق یہ تو صرف یہ کہ وہاں نکاح ہے اور یہاں لڑکا بے گناہ ہے۔ اس فرق کو ظنم کرنے کے لیے ان کے ایک فرقے نے لڑکوں سے نکاح کرنے کو بھی تجویز سامنے رکھی۔ یہ محمد بن نصیر فہریری کے پیرو تھے۔ جو حضرت علیؑ میں خدائی حاکمتوں کے مدعی تھے۔ یا علیؑ بدو کہنا ان کے اسی عقیدے کا اظہار تھا۔

ابو عمر الکشی محمد بن نصیر فہریری کے بارے میں لکھتا ہے۔

و یقول با با حلة المحارم و محال نکاح الرجال بعضهم بعضاً

ادبارهم ویقول انه من الفاعل والفعول به احد الشہوات و
الطبقات وان الله لم یحرم شیاً من ذلك بل

ترجمہ: یہ بھرمات سے نکاح کرنے کو جائز کہتا تھا مردوں کے آپس میں نکاح
کر کے پیچھے سے آنے کو جائز سمجھتا تھا اور کہتا تھا اس میں فاعل اور مفعول
دونوں کی خواہشات ہیں اور دونوں کے ملنے میں اللہ تعالیٰ نے تو ان
دونوں میں سے کسی کو حرام نہیں ٹھہرایا۔

ایک دن محمد بن نصیر ایک لڑکے کو کمر پر بٹھائے جا رہا تھا کس لیے؟ حاشیہ نگار کہتا
ہے: یومذ ان الغلام ینکحہ (وہ چاہتا تھا کہ لڑکا اس سے نکاح کر لے) کسی نے اسے
(محمد بن نصیر کو) اس پر سرزنش کی تو اس نے جواباً کہا:-

ان هذا من اللذات وهو من التواضع لله وذلالت التجبیر
ترجمہ: یہ کام کر لے میں بڑی لذت ہے یہ اللہ کی خاطر اپنے آپ کو ٹھکانا ہے
اور اس سے تکبر ختم ہوتا ہے۔

اپنے آپ کو نیچا کرنے اور تکبر کو ختم کر لے کے لیے یہ خواہش کہ زوجان لڑکے اس
کی پشت پر آئیں اس سے نکاح کریں اس بے حیائی اور خلوت و منع نظرت کا آغاز کس سے
ہوا؟ اثناعشریوں کے اسی عقیدے سے کہ مرد توں سے ایسا کرنا جائز ہے جب مردوں سے
یہ عمل قبیح جائز ہوگا تو اب لڑکوں سے اس عمل کو روکنے کے لیے کیا کوئی صورت ہو سکے گی؟
کیے از قوم جمع بے دانشی کرد

نہ کہ را منزلت مانند نہ را

رہنجامی نے جس اصول پر زوجانوں کو متعہ کرنے کی عادت دی ہے کیا اس سے ان
میں مردانہ متعہ کی راہیں نہیں کھلتیں؟ اعتدلی اسلامی اور شرف السانی ابن آدم کا دقتار ہیں
اور بنی نوع انسان کی آدمیٰ منزل میں جب انسان اس سے نیچے گرے تو وہ مردانہ متعہ کے
لیے بھی رونادے دیتا ہے۔ (استغفر اللہ العظیم)

لہ اختیار معرفۃ الرجال، ص ۱۴۵ مع مش

عصر حاضر میں متعہ کو سند جواز دینے کے حیلے

بجائے اس کے کہ شیعوں نے عمار متعہ کے ان مفاسد کو سمجھتے جنہیں ہم اُپر ذکر کر گئے ہیں انہوں نے اُنہی سے اصلاح معاشرہ کی ایک ٹیڑھی بتایا، اُستاذ توفیق اللہ کی کتاب

المنعة و اثرها في اصلاح الاجتماعی

لکھی یہ کتاب مومنی جبار اُسر نرگستانی کی کتاب الرشید کے جواب میں ہے جسے سید مرتضیٰ رضوی نے قاہرہ سے طبع کرایا ہے۔ اس میں موصوف متعہ کی مجبوری کو یہ دلیل جواب مرحمت کرتے ہیں

ان نفس الانسان اماراة بالسوء وخلق الانسان هلو عافی الخیر

جزو عافی الشر لهذا یسر الله و هو اللطیف الخبیر لمبادہ طرق

الخیرات و الاحمال الصالحة و لم یسر علیہم فوال اللذات بلہ

پاکستان کے مشہور ہفت روزہ تکبیر نے اپنے ۱۰ جنوری ۱۹۹۱ء کے شمارہ

میں حاصل مطالعہ کے عنوان سے متعہ پر ایک مہایت و لاؤینہ بحث کی تھی جو مسلسل چار سطروں میں چلی تھی، اشاعرہ کی علی اکبر شاہ نے اس کا مہایت نام تمام جواب لکھا ہے، علی اکبر شاہ نے ۲ فرمیں مولانا مودودی کا یہ حوالہ بھی پیش کیا ہے۔

”ابن عباس اور ان کے ہم خیال صحابہ کے مسلک کو اختیار کر کے والا زیادہ

سے زیادہ جواز بحالت اضطرار کی حد تک جاسکتا ہے۔“

اور ۲ فرمیں لکھا ہے۔ ”اور یہی اکثر علماء اہل تشیع کہتے ہیں۔“

ہم جواز بحالت اضطرار کے قابل نہیں جو زمانہ میں مبتلا ہوتا ہے وہ بھی تو اسے اپنی ایک مجبوری ہی سمجھتا ہے، اس ایک صدمت میں اگر اس کا دروازہ کھل دیا جائے تو کیا اس سے اس بدکاری کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھل جائے گا، یہی بات کہ پھر مودودی صاحب نے یہ صورت کیوں تجویز کی جہاں تک ہم سمجھ کے ہیں یہ مودودی صاحب کا نہ اپنا عقیدہ تھا، نہ عمل، انہوں نے شیعوں کو جو اہل کو اپنے قریب کرنے کے لیے یہ بات محض ایک سیاسی رنگ میں کہی تھی امد علماء نے اس کی اسی وقت تردید کر دی تھی، اہل حدیث علماء نے

”تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہلحدیث“

کے نام سے ایک کتاب کراچی سے شائع کی۔ اس کا مقدمہ مولانا محمد اسماعیل (دگر جوالا) نے لکھا تھا۔ اس کے صلا پر لکھا ہے:

معلوم نہیں مودودی صاحب کو متعہ سے کیا دلچسپی ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اجتہاد و فکر کا پورا سرمایہ میدان تحقیق میں بھونک دیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ شریعت مطہرہ سے اس کا جواز ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

سوجب علماء نے مولانا مودودی کے تمام دلائل کو اثبات متعہ کے لیے ناکام قرار دیا تو اب شیعی مؤلف علی اکبر شاہ کا مولانا مودودی کے حوالہ سے اسے بحالت اضطراب جواز لکھنا کسی طرح صحیح تسلیم نہیں کیا جاسکتا

ایک شیعی مصنف عبدالحکیم مشتاق نے ”بہم متعہ کیوں کرتے ہیں“ کے نام سے ایک سالہ لکھا ہے ہم اس کو کچھ اہمیت نہ دیتے اگر ایران کے صدر رفسنجانی برسرِ عام نوجوانوں کو متعہ کی دعوت نہ دیتے۔ ان دنوں جنسی بے راہروی نوجوانوں میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اندیشہ ہے کہ رفسنجانی کا یہ اعلان جلتی پرتیل کا کام دے گیا اس عام ضرورت اور عام مسلم نوجوانوں کو مشق متعہ سے بچانے کے لیے عزیز محترم حافظ محمد اقبال رنگونی نے یہ کتاب لکھ کر شاعریوں کے جملہ دلائل تار تار کر دیئے ہیں۔ بحمدِ اللہ احسن للجزاد عنا وعن سائر المستعینین۔

یہ صرف عبدالحکیم مشتاق کا ہی جواب نہیں اس میں آیت اللہ توفیق الملیکی علی اکبر شاہ اور ان کے جملہ مجتہدین لکھنؤ کے اس پر دیئے گئے دلائل کا بھی اجمالی جواب آ گیا ہے۔

علماء اہل اسلام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقوں میں اس کتاب کی خوب نشر و اشاعت کریں۔ اسے نوجوانوں میں پھیلائیں اور جس نوجوان مسلمان کو بھی کسی شیعہ حلقے میں گھرایائیں اس تک فرمایہ کتاب پہنچائیں۔ تاکہ شیعہ جو نوجوانوں کو متعہ کا لالچ دے کہ اپنے حلقوں میں کھینچ رہے ہیں وہ اپنے اس پروگرام میں ناکام ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ عینائہ السلین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

خالد محمد مودودی خاں صاحب دارالافتاء

متنع

شیعہ اثنا عشری روایات کی روشنی میں

متنع کیا ہے؟

متنع کا لغوی معنی نفع اور فائدہ ہے اور شیعہ اثنا عشریہ کی اصطلاح میں متنع کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ وقت اور قیمت مقرر کر کے اس کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے۔ اس میں ولی، گواہوں، قاضی اور اعلان کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ معاملہ صرف عورت اور مرد میں ہی رہے گا۔ اور فراغت کے بعد طلاق کی بھی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ وقت ختم ہونے کے ساتھ وہ عورت بلا طلاق کے آزاد ہو جائے گی۔ گواہ سے محل ہو چکا ہو۔

متنع کن عورتوں سے ہو سکتا ہے

متنع تمام غیر محرم عورتوں کے ساتھ کیا جاسکتا ہے خواہ وہ عام عورت ہو یا مشہور زانیہ ہو یا لاشعی غامضان کی ہو کسی قسم کی کوئی قید نہیں ہے۔ علامہ خجینی کے نزدیک زانیہ عورت کے ساتھ بھی متنع ہو سکتا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔

يجوز التمتع بالزانية على كراهته خصوصاً لو كانت من العواہر

المشہورات بالزنا وان فعل فليمنعها من الفجور

ترجمہ۔ زانیہ عورت کے ساتھ متنع کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ فحشاء جبکہ وہ مشہور پیشہ ور زانیہ میں سے ہو۔ اگر اس کے ساتھ متنع کر لے تو مرد کو چاہیے کہ اس کو بدکاری سے منع کرے۔

علامہ خجینی کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ زانیہ عورت کے ساتھ بھی متنع کیا جاسکتا ہے

اور اگر وہ عورت مشہور زانیہ ہو تو اس سے بھی منع جائز ہے۔ مگر مرد کو چاہیے کہ عورت کو اس زنا کے پیشے سے منع کرے۔

اسے کہے بس منفعہ کافی ہے۔ ان دونوں میں فرق کرنا عجیب بات ہے۔ جو فعل منع میں کیا جاتا ہے وہی زنا کی تعریف ہے۔ پھر وہ بے چارہ منع کس کام سے کرے اور کس لیے کرے۔ ٹھیک صواب کو چاہیے تھا کہ منع پر پابندی لگاتے کیونکہ یہی تو زنا ہے اور اسے اسی سے بچنے کی نصیحت کرنا چاہیے تھی۔

② شیعہ امامیہ کے نزدیک شوہر والی عورتوں کے ساتھ بھی منع ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ایسی عورتیں شیعہ نہ ہوں بلکہ سنی مسلمانوں کی عورتیں ہوں۔ اسی طرح ہندو اور مجوسی عورتوں کے ساتھ بھی منع ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی (۱۱۳۹ھ) شیعہ مجتہدوں سے نقل کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک یعنی امامیہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ منع ذوات البہال یعنی شوہر والی عورتوں کا بھی جائز ہے جب کہ یہ عورتیں ان کی سنی ہوں اس لیے کہ نکاح اہل ملت کا ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے پس گویا جو عورتیں ان کی یعنی سنی مسلمانوں کی عورتیں، بے شوہر ہیں اور منع بے شوہر والی کا بالاجماع جائز ہے اور منع ہندو اور مجوسی عورتوں سے بھی جائز ہے بشرطیکہ زبان اس کی لا الہ الا اللہ کے ساتھ پلے گو اس کے دل میں اس کے معنی سے کچھ نہ ہو بلکہ

حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی کی اس بات پر یقین نہ آئے تو لیجئے شیعوں کے مشہور شیخ الطائفة طوسی (۱۰۶۰ھ) سے سنئے۔

منصور متیل راوی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے کہا۔

لا باس بالرجل ان یتمتع بالمجوسية۔

ترجمہ مجوسیہ عورت کے ساتھ متع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا :-

لَا بَأْسَ أَنْ يَتَمَتَّعَ الرَّجُلُ بِالْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ

ترجمہ: یہودیہ اور نصرانیہ عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

محمد بن سنان کہتا ہے :-

سَأَلْتُهُ عَنْ نِكَاحِ الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ فَعَقَلْتُ

الْمَجُوسِيَّةَ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ يَعْنِي مَتْعَةً

ترجمہ: میں نے امام سے یہودی اور نصرانی عورتوں سے نکاح متعہ کرنے

کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے کہا مومن

مجوسی عورت کے ساتھ بھی متعہ ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا اس میں

کوئی حرج نہیں۔

شیخ الطائفة ابن روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان روایات میں یہودیہ

نصرانیہ مجوسیہ کے ساتھ متعہ کے جائز ہونے کا بیان ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مومنہ عقیقہ

کے ساتھ متعہ کیا جائے۔ (ایضاً جلد ۲ ص ۱۴۴) اس کی روشنی میں زیادہ تر نو جوان متعہ کے لیے

شیعہ لڑکیوں کی تلاش کرتے ہیں خصوصاً جو ان کے مذہبی پیشواؤں کی ہوں اور کہنا ہی ہوتا

اس سے پتہ چلا کہ شیعوں کے نزدیک سنی عورتوں سے بھی متعہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ

ابھی شوہر والی ہی نہیں یعنی جس سنی مسلمان کے ساتھ اس کا نکاح ہوا ہے شیعہ عقیقے میں

وہ نکاح ہی نہیں، اس سے واضح ہوتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک اہل سنت مسلمان ہی نہیں

ہیں۔ علاوہ انہیں ہندو مجوسی عورتوں تک سے متعہ جائز ہے، صرف شرط یہ ہے کہ وہ کلمہ

پڑھ لے، خواہ دل سے نہ پڑھے، اسی طرح انگریز عورتوں سے بھی متعہ ہو سکتا ہے، اس حقیقت

کے بعد بھی کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ متعہ اور زنا میں فرق ہے؟ اور کیا کسی میں یہ جرأت

ہے کہ وہ کہے کہ شیعہ سنی اختلافات صرف مسلکی اور فردی ہیں؟ اور نہ متعہ مسلمانوں سے کچھ زیادہ

فاصلے پر نہیں ہیں؟ ہرگز نہیں۔

متعہ ہاشمی لڑکی سے بھی ہو سکتا ہے

شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ کا عمل اس قدر محبوب و مطلوب ہے کہ اس میں ایک عام عورت سے لے کر ہاشمی خاندان تک کی لڑکی کو بے اہرہ کر سکتے ہیں، اس سے متعہ ہو سکتا ہے یعنی کوئی شخص ہاشمی خاندان کی لڑکی سے بھی گھنڈہ دو گھنڈہ کے لیے قیمت مقرر کر کے صحبت کرنا چاہے تو منع نہیں ہے کھلی اجازت ہے۔ شیعوں کے مشہور مجتہد شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۲۶۰ھ) کہتے ہیں:-

لا بأس بالمتعۃ بہا شمیۃ۔^۱

ترجمہ: ہاشمی لڑکی سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

دیکھیے سید خاندان کی عزت و حرمت کو کس طرح کھٹے بازار میں بیچا جا رہا ہے۔ اس سے شیعہ امامیہ کو کیا۔ انہیں صرف یہ چاہیے کہ متعہ جیسا عمل محبوب ہا متعہ سے نہ جاتا رہے خواہ وہ عام عورت ہو یا زانیہ یا سید زادی ہو۔ (معاذ اللہ)

متعہ ضروریات دین میں سے ہے

جس طرح خدا اور رسول پر ایمان لانا کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا، تقدیر و آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ بھی ضروریات دین میں سے ہے یعنی اس کا ماننا ضروری ہوگا۔ ان کے نزدیک متعہ کا انکار کرنے والا کافر ہے شیعوں کے مشہور امام علامہ باقر مجلسی (۱۱۱۰ھ) منکر کیے از ضروریات دین تشیع کے تحت لکھتے ہیں:-

پس کہے کہ انکار حلال بودن متعہ کند چوں از ضروری دین شیعہ است از دین تشیع بدر میرد و لہذا وارد شدہ است کہ شیعہ مانیت کہے کہ متعہ حلال نداند۔^۲

جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص متعہ کے حلال ہو لے کو نہ مانے وہ دین پر نہیں

چونکہ متعہ شیعوں کے ضروریات دین میں سے ہے اس لیے ایسا آدمی ان کے ہاں دین تشیع سے غارت ہوگا۔

اس سے عاف پتہ چلتا ہے کہ متعہ ضروریات دین تشیع میں سے ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ سنی اور شیعہ کے درمیان اختلاف صرف فرہمی نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہیں۔ بلکہ ملاحظہ اللہ کا شافی (۱۹۸۸ء) نے ترجمہ کرتے ہوئے ماننے والوں کو عاف کا فرار و مرتد کہا ہے۔
ومنکر المتعہ کا فرار و مرتد ہے۔

ترجمہ: متعہ کا منکر کا فرار و مرتد ہے۔
مشہور شیعہ مجتہد شیخ محمد بن حسن البحر العالی (۱۱۰۴ھ) امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتا ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو متعہ کو حلال نہ سمجھے۔
غلاوہ انہیں اس کا یہ بھی کہنا ہے۔

اباحۃ المتعہ من ضروریات مذہب الامامیۃ۔
ترجمہ: متعہ کی اباحت شیعہ امامیہ کی ضروریات دین میں سے ہے۔

متعہ نہ کرنے والا ناقص الایمان ہے

قرآن و حدیث میں بعض اعمال ایسے بتائے گئے ہیں کہ ان کا نہ کرنے والا ناقص الایمان ہے گا لیکن جہاں جہاں آپ پڑھیں گے معلوم ہو گا کہ وہاں ایک خاص نیک عمل کی ترغیب ہے جس میں حرق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام ہے۔ اخلاق و معاشرت اور معاملات کے صحیح ہونے کا بیان ہے مگر شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ نہ کرنے والا ناقص الایمان ہو گا یعنی ایک ایسا فعل جو زنا ہی ہے نہ کہ اس کا ایمان ہی کامل نہیں شیعوں کے مشہور فضیلہ ابو جعفر محمد بن بابویہ القمی (۲۸۱ھ) لکھتا ہے۔

ان المؤمن لا یکمل حتی ینتہی بہ۔

ترجمہ: مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ متعہ نہ کر لے۔

بلکہ متعہ نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعید بتائی گئی مشہور منسٹر مفتی اللہ کاشانی (۱۹۸۸ء) کہتے ہیں کہ :-

من خرج من الدنيا ولم يجمع جوارح يوم القيامة وهو اجدع بل
ترجمہ جو شخص متعہ نہ کرے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے
منہ ناک کان کٹے ہوئے ہوں گے۔

اسی طرح شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۲۰ھ) نے اپنی کتاب الاستبصار میں متعہ نہ
کرنے والوں کو ناقص الایمان اور قیامت کے دن مثلہ شدہ (کٹا ہوا) اٹھنے والا بتایا ہے۔
جس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ وقت اور قیمت مقرر کر کے صحبت کی
ہی چاہئے کیونکہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ ورنہ قیامت کے دن اس شخص کی حالت
انتہائی بُری ہوگی اور اس کا ایمان ناقص رہے گا۔

غور فرمائیے شریعت مطہرہ نے تو زنا سے بچنے کا خاص طور پر حکم دیا تھا بلکہ ایسے تمام
اقوال و اعمال سے روکا تھا جو زنا کے قریب لے جاتے ہوں کہ اس کی وجہ سے کہیں ایمان ہی
خطرہ میں نہ پڑ جائے۔ مگر شیعوں نے اس مسئلہ کو اتنا محبوب رکھا اور اتنی اہمیت دی کہ ایسے
شخص کو ناقص الایمان اور مثلہ شدہ قرار دے دیا تو متعہ نہ کر کے کیا یہ کسے طور پر نجاشی کا دروازہ
کھولنا نہیں ہے ؟

ہم حیران ہیں کہ شیعہ مذہب میں متعہ کرنے کے فضائل کو اس طرح کھلے بندوں بیان کرتے
ہیں مگر متعہ کروانے کے لیے وہ کوئی روایت نہیں لکھتے۔ ایسا ہوتا تو جو ان گھر گھر ان روایات پر مشتمل
لٹریچر چھپ سکتے اور ان پر اپنا دل چھڑکتے۔

متعہ میں وقت کا تعین

شریعت اسلامیہ میں نکاح کو دائمی رکھا گیا ہے عارضی اور وقتی نہیں کہ چند دنوں اور چند
گھنٹوں کے لیے نکاح کرے اور پھر الگ کرے۔ یہ چیز عقل و نقل و شرافت و نجابت کے قطعاً

۱۔ تفسیر منہج احیاء دین ص ۲۵۱

غلاف ہے۔ اس سے بنائیں بڑھ جاتی ہیں اور پھر نسب میں اختلاط واقع ہونے کا خطرہ ہے جس کا انجام سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ نہیں۔ مگر شیخ امامیہ کے نزدیک متعہ کے لیے وقت کا تعین ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں صرف آدھ گھنٹہ کے لیے متعہ کروں گا تو اس کی بھی اجازت ہوگی۔ لیکن اس آدھ گھنٹہ کا تعین ضروری ہوگا۔ فروغ کافی کا مصنف محمد بن یعقوب سلینی (۲۲۹ھ) امام جعفر صادق سے نقل کرتا ہے۔

لا تكون متعة الا باسوة اجل مسمى واجل مسمى

ترجمہ: متعہ میں یہ دو چیزیں ضروری ہیں مقررہ وقت اور مقررہ قیمت۔

علامہ غنی بھی اس تعین وقت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے۔

متعہ کم سے کم مدت کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے لیکن بہر حال مدت اور وقت کا تعین ضروری ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دن، ایک رات، ایک گھنٹہ یا نصف گھنٹہ کے لیے بھی اجرت دے کر متعہ کیا جاسکتا ہے۔ ایک روایت میں ہے۔

ان سہی الاجل فهو متعة وان لم یسم الاجل فهو نکاح بات

ترجمہ: وقت کا تعین کیا جائے تو وہ متعہ ہے اور اگر وقت کا کوئی تعین نہ ہو

تو سچا البتہ یہ نکاح ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ متعہ اور نکاح میں زمین

آسمان کا فرق ہے۔

متعہ میں گواہوں کی ضرورت نہیں

شریعت اسلامیہ میں نکاح کے وقت دو مسلمان بالغ عاقل مردوں کو گواہ بنانا ضروری ہے۔ مگر شیخ امامیہ کے نزدیک متعہ کرنے والے مرد اور عورت کے لیے کوئی ضروری نہیں کہ وہ اس معاملے کے لیے گواہ بھی بنا دیں اور اعلان بھی کریں۔ نہ گواہوں کی ضرورت نہ اعلان کی۔ نہ قاضی کی شہادت کے مشہور مفسر مائتج اللہ کاشانی (۹۸۸ھ) لکھتے ہیں۔

سہ فروغ کافی جلد ۴ ص ۴۴۲ الفنا جلد ۲ ص ۴۴۲

متعہ کے پانچ ارکان ہیں، مرد، عورت، مہر، وقت مقررہ، ایجاب قبول۔
یعنی ایک مرد عورت ایک وقت مقررہ کے اور آپس میں ایجاب و قبول کرتے ہوئے
رقم طے کر لیں تو متعہ ہو سکتا ہے۔ گواہوں کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی دوست اجاب یا والدین کو
بتانے کی ضرورت ہے۔

شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۶۰ھ) لکھتے ہیں:-

ولیس فی المتعۃ اشهاد ولا اعلان۔

ترجمہ: متعہ میں گواہوں کی ضرورت ہے اور نہ اعلان کی۔

بلکہ شیخ الطائفة طوسی (۴۶۰ھ) نے باب جواز العقد علی المرأة متعہ بغیر شہود کا باب
باندھا ہے (دیکھئے الاستبصار جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ نجف) اور اس کی وجہ میں امام جعفر کا بیان
مقل کیا ہے کہ آپس سے کسی لے پر چھا کہ کیا کوئی شخص بغیر گواہوں کے متعہ کر سکتا ہے۔ آپ نے
فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے بغیر گواہوں کے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا یہ معاملہ اس
کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ لیکن نکاح میں گواہوں کا ہونا بچے کی وجہ سے ضروری ہے
اور اگر یہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

وانما جعل الشہود فی تنزیہ حج البتہ من اجل الولد ولو لا ذلک لم یکن
بلہ بأمس۔

اور جب وہ وقت مقررہ ختم ہو جائے تو عورت چلی جائے گی اس میں عورت کو طلاق
دینے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ فروع کافی میں ہے۔

فاذا انقضی الاجل بانته منه بغیر طلاق۔

ترجمہ: جب وقت مقررہ پورا ہو جائے تو یہ عورت بغیر طلاق کے جدا ہو جائے گی۔
ایک اور روایت میں ہے:-

فاذا اجاز الاجل کانت فرقة بغیر طلاق۔

ترجمہ: جب وقت گزریا تو بغیر طلاق کے تفریق ہو جائے گی۔

ملہ متہذیب الاحکام جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ ملہ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ ملہ ایضاً جلد ۵ صفحہ ۴۵۸

غور کیجئے متعہ اور زنا میں کیا فرق رہا۔ زنا میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے زنا کے بارے میں بہت احکام اور وعیدیں بیان کی ہیں۔ اگر متعہ اور زنا میں کوئی فرق ہی نہیں تو پھر شریعت زنا پر اتنی کڑی پابندیاں کس لیے عائد کرتی؟ ثبوت واضح ہے کہ اسلام میں متعہ کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ یہ زنا ہے اور اسی لیے اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

ایک غور طلب حکایت

شیعہ محدث امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتا ہے کہ ایک عورت حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ مجھے پاک کریں۔ آپ نے اس کو رہم کرنے کا حکم دیا۔ اس درمیان حضرت علیؓ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے اس عورت سے پوچھا۔

كيف زنيته فقلت مروت، بالبادية فاصابني عطش شديد
فاستسقيت اعرابيا فاني ان يسقيني الا ان امكنه من نفسي فلما
اجهدني العطش وخفت على نفسي ستافى فامكنه من نفسي
فقال امير المؤمنين عليه السلام تزوج ورب الكعبة۔

ترجمہ۔ تو نے کس طرح زنا کیا؟ اس نے کہا میں ایک جنگل میں جا رہی تھی کہ مجھے سخت پیاس لگی۔ ایک بدو سے پانی مانگا تو اس نے کہا کہ میں اس شرط پر پانی دوں گا کہ تو میرے ساتھ صحبت کرے۔ جب پیاس نے مجھے بہت مجبور کیا اور میرے کا خوف ہوا تو میں نے اس کی بات مان لی (یعنی صحبت کی)۔

اس پر امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کا دامن اس نوعِ حکایت سے بالکل پاک ہے۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح ہے۔ اگر نکاح اسی کا نام ہے تو پھر زنا کس کو کہیں گے اور اگر یہ زنا ہے اور ہے بھی یہی تو پھر متعہ اور زنا میں کیا فرق رہ گیا؟

الحاصل واضح ہوا کہ شیعہ روایات میں متعہ کا جو مسئلہ ہے وہ زنا ہی ہے اور قرآن کریم اور

امادیت پاک میں اس کی شدید وعید اور دنیوی سزا بیان کی جا چکی ہے۔

متعہ کی اجرت

جس طرح متعہ میں وقت کا تعین ضروری ہے اسی طرح اجرت کا تعین بھی ضروری ہوگا کیونکہ وہ عورت ایک کرایہ کی طرح ہوگی کہ کرایہ دینا پڑے گا۔ شیعہ امامیہ کے نزدیک اس کی اجرت و قیمت مٹھی بھر گیہوں یا ستویا کھجور بھی کافی ہے۔ شیعوں کے راوی احوال کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ سے پوچھا:-

عن ادنی ما تزوج به المتعة قال كف من بئر له

ترجمہ: کہ متعہ میں کم سے کم قیمت کیا ہے آپ نے فرمایا: مٹھی بھر گیہوں۔

شیعوں کا دوسرا راوی ابو بصیر کہتا ہے کہ میں نے بھی پوچھا تو آپ نے کہا:-

كف من طعام او دقيق او سويق او تمر

ترجمہ: مٹھی بھر طعام یا اٹا یا ستویا کھجور (بھی کافی ہے)

اسلئے چلتا ہے کہ جس عورت کے ساتھ متعہ کیا جائے گا سے نہ نان نفقہ دینے کی فکر نہ کھلانے پہننے کی فکر نہ سکھانی یعنی رہائش کی فکر صرف ایک مٹھی بھر کھجور یا گیہوں سے بھی متعہ کا کام چل سکتا ہے کیونکہ یہ بیوی نہیں ہے بلکہ کرایہ کی چیز ہے جو ایک مٹھی کا بدلہ ہے۔

کتنی عورتوں سے متعہ ہو سکتا ہے

اسلامی قانون میں ایک مرد کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے اور اس کے مستقل احکام بیان کیے ہیں۔ لیکن شیعوں کے اس محبوب عمل متعہ میں عورتوں کی کوئی تعداد معین نہیں۔ ایک سے لے کر ایک ہزار تک سے متعہ کیا جاسکتا ہے۔

شیعوں کی مشہور کتاب تہذیب الاحکام میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا:-

لہ فروع کافی جلد ۲۵۵ تہذیب الاحکام جلد ۱۸۹

اھی من الاربع فقال تزوج منهن العا فانهن مستاجرات۔
ترجمہ کیا زنا متعہ چار میں سے ہے۔ ارشاد فرمایا کہ (نہیں) ہزار سے کرو۔
دکوئی حرج نہیں (کیونکہ یہ کرایہ کی چیز ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا
لیست من الاربع انما ہی اجارة۔

ترجمہ یہ چار میں سے نہیں بلکہ یہ تو کرایہ کی چیز ہے۔
امام باقر کی جانب منسوب یہ قول پیش کرتے ہیں۔

لیست من الاربع لانہ لا قطن ولا ثوب وانما ہی مستاجرة۔

ترجمہ یہ چار عورتوں میں سے نہیں ہے کیونکہ یہ نہ طلاق پاتی ہے نہ وارث
بنتی ہے بلکہ یہ کرایہ کی چیز ہے۔

فروع کافی الباب السدس ہے۔

صاحب الاربع النوة یتزوج منهن ماشاء بغیر ولی ولا شہود فاذا
انقضی الاجل بانته منه بغیر طلاق ویعطیہا الثلث البیسر کہ

ترجمہ چار بیویاں رکھنے والا شوہر (بھی) متعہ والی عورتوں میں سے جس کے
ساتھ چاہے بغیر ولی اور گواہوں کے عقد کرے۔ جب یہ مدت ختم ہو جائے
گی تو یہ عورت بلا طلاق کے جدا ہو جائے گی (ہاں) مرد اسے کچھ پیسے
دے دے۔

امام ابو الحسن (یعنی امام رضا) سے پوچھا گیا۔

اھی من الاربع فقال لا ولا من السبعین انما ہی مستاجرة۔

ترجمہ کیا زنا متعہ چار عورتوں میں سے ہے فرمایا نہیں۔ ایک روایت
میں ہے کہ یہ ستر میں سے بھی نہیں۔ یہ کرایہ کی چیز ہے۔

ریاد بن اعمین نے امام سے پوچھا کہ کتنی عورتوں سے متعہ ہو سکتا ہے۔
قال کھ شکت بلہ

ترجمہ۔ فرمایا جتنا چاہے متعہ کرتا جائے۔

مذکورہ بالا شیعہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک شخص چار بیویاں رکھنے کے باوجود ہزار عورتوں سے متعہ کر سکتا ہے۔ اس میں تعداد کی کوئی قید نہیں ہے۔ جب وقت ختم ہو جائے ہو جائے تو عورت چلی جائے گی۔ نہ طلاق دینے کی ضرورت ہوگی، نہ گواہوں کی۔ یہ عورت وراثت کی بھی حقدار نہیں اور یہاں مسئلہ باندیوں کا بھی نہیں ہے بلکہ شیعہ روایات نے لادمن السبعین کہہ کر اس کی بھی صراحت تردید فرمادی ہے اور بتلادیا کہ عورت ایک کرایہ کی طرح ہے یعنی وقت اور کرایہ دے کر جس طرح مکان لیا جاتا ہے بس اسی طرح ایک عورت کے ساتھ وقت اور کرایہ طے کر لو اس کے بعد جتنی مرضی ہو لڑکیاں اپناتے رہو کوئی قید نہیں ہے۔

غور فرمائیے متعہ اور زنا میں اب بھی کوئی فرق باقی رہا؟ کیا زانیہ عورت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات ہی طے نہیں ہوتے؟ کیا زانیہ عورت کو ایک بیوی کے حقوق حاصل ہوتے ہیں کیا اس کے لیے گواہوں، ولی، اعلان کی ضرورت ہوتی ہے؟ نہیں۔ اور متعہ میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ اب بتلادیے متعہ اور زنا میں کیا فرق باقی رہا۔

کتنی مرد ایک عورت سے متعہ کر سکتے ہیں

شرعیاتِ مسلمہ میں ایک عورت اگر غیر شادی شدہ ہے، اس قسم کے قبیح افعال میں ملوث پائی جائے تو اس پر کڑیوں کی سزا نافذ کی جائے گی اور اگر شادی شدہ ہو تو پھر اس کی سزا رجم یعنی سنگساری ہے۔ اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ ایک عورت ایک مرد کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسرے مرد سے متعہ کے تعلقات قائم کرے۔

لیکن شیعوں کے نزدیک ایک ہی عورت کتنی مردوں سے تعلقات قائم کرے تو بھی کوئی قباحت نہیں اور نہ اس طرح کے عمل کو بے حیائی سمجھا جاتا ہے۔ البتہ شیعوں کے نزدیک

اس کی صرف ایک شرط ہوگی یہ کہ وہ حیض والی نہ ہو یعنی جس کو حیض آتا ہو اس سے یہ عمل نہیں کیا جائے گا۔ ہاں جس کو یہ ایام نہ آتے ہوں اس سے کئی مرد تعلق قائم کر سکتے ہیں اسے ساتھ دور یہ کہتے ہیں مشہور مجتہد قاضی نور اللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتے ہیں:-

واما تا سعا فلان نسبه الى اصحابنا من انهم جوزوا ان يفتق الرجال
المعدون ليلا واحدة من امرأة سواء كانت من ذوات الاقواء
ام لا. فمتماخان في بعض قيوده وذلك ان اصحاب قد خصوا
ذلك بالآثمة لا بغيرها من ذوات الاقواء

ترجمہ۔ جن لوگوں نے ہمارے اصحاب کی طرف اس بات کو منسوب کیا ہے کہ
دشمنوں کے نزدیک بہت سے مرد ایک رات مل کر ایک عورت سے ساتھ
کرنے کو جائز سمجھتے ہیں خواہ وہ حیض والی ہو یا حیض والی نہ ہو انہوں نے
ہماری بعض قیود کو ترک کر دیا ہے کیونکہ ہمارے اصحاب نے اس (عمل) کو
اس عورت کے ساتھ خاص کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہو۔ نہ یہ کہ حیض والی سے
بھی جائز ہے۔

جس کا مطلب ہے کہ شوستری صاحب اس بات کا اعتراف کر کے ہیں کہ دشمنوں کے نزدیک
ایک عورت کے ساتھ کئی مرد مل کر رات گزار سکتے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرے کے پاس یا ایک
وقت دو کو ساتھ لے سکتی ہے۔ ہاں صرف اس کا خیال رہے کہ وہ حیض والی عورت نہ ہو یعنی جس
کو حیض آتا ہو، اگر کوئی عورت ایسی ہے کہ جس کو حیض آتا نہ ہو گیا ہو تو پھر اس کے ساتھ اس
طرح کے عمل میں کوئی حرج نہیں۔

اندازہ فرمائیے کیا اس سے زیادہ بے حیائی کا کوئی عمل ہوگا کہ ایک ہی رات میں ایک
ہی عورت ایک کے بعد دوسرے کے پاس جاتی رہے اور مباشرت کرے۔ کیا یہ زنا
زنا نہیں ہے؟ پھر اس کو عبادت سمجھنا تو اس شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کا ضمیر مردہ ہو اور
عقل ماری یا پلکی ہو۔

ایک بی عورت سے بار بار متعہ ہو سکتا ہے

شرعیات اسلامیہ میں اگر کوئی شخص اپنی میری کو تین حلاق دے تو دوبارہ حلالہ کے بغیر، اس سے نکاح نہیں ہوگا اور طلاق دینے کے بعد اس سے تعلق قائم کرتا رہے تو یہ خالص زنا ہوگا وہ خدا کے عذاب کا مستحق اور اسلامی قانون میں دنیوی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔ مگر شیعہ امامیہ کے نزدیک اس مسئلے میں کوئی قانون نہیں ہے۔ متعہ کی عام اجازت ہے۔ ایک عورت سے متعہ کر لے کے بعد دوسرا اس سے متعہ کر لے تو پھر بھی وہ پہلا شخص اس سے متعہ کر سکتا ہے شیعوں کے مشہور راوی زہرہ سے مروی ہے۔ کہ اس نے امام باقر سے پوچھا کہ:-

الرجل یتزوج المتعة وينقض شرطها ثم يتزوجها رجل آخر
حتى بانته منه ثلاثاً وتزوجت ثلاثة ارجاج بطل للاول ان
يتزوجها له

ترجمہ: ایک شخص کسی عورت سے متعہ کرے اور شرط مدت ختم ہو جائے پھر دوسرا شخص اس عورت سے متعہ کرے جب وہ اس سے جدا ہو جائے تو اب تیسرے متعہ کرے اور اس سے الگ ہو اسی طرح تین مرتبہ ہو اور اس نے ایک وقت، تین مردوں سے متعہ کیا۔ کیا اب بھی پہلے کے لیے یہ حلال رہے گی؟

زہرہ کہتا ہے کہ آپ نے فرمایا:-

نعم كما ساء هذه لیس مثل المرأة هذه متاجرة وهي
بمنزلة الاماء۔

ترجمہ: ہاں جتنی دفعہ چاہے کرتا رہے یہ (متعہ والی عورت) آزاد عورتوں کی طرح نہیں ہے بلکہ کرایہ کی چیز ہے اور باندیوں کے قائم مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس مرد کو قتل سلیم سے نوازا ہو کیا وہ اس نعمت کو پسند کر سکتا ہے۔ یہ عمل اتنا قبیح ہے کہ ایک عورت کبھی اس کے پاس جاتی ہے اور کبھی اس کے پاس۔ اس کا وقت ختم ہو جائے تو پیسے لے کر باہر دھڑک کر وقت شروع ہو جانے پر پیسے لے کر اندر اس کے پاس۔ کیا کوئی با حیا شخص اپنی بہن بیٹی اور رشتہ دار لڑکیوں کے بارے میں یہ تصور کر سکتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ کوئی غیرت مند مرد اس کو قبول نہ کرے گا۔ ہاں جس میں شرم و حیا نہ رہے اس کے لیے یہی ہے کہ شیخ بن جائے اور یہ سب کچھ کرے۔

اذا فالتك الحيا فاضل ماشقت بے جیا ہاشن و ہرچ خواہی کن

متعہ کے فضائل

شیخ امامیہ کے نزدیک متعہ کے اس قدر فضائل و فوائد ہیں کہ ان کی انتہا نہیں تھیں۔ فضائل نہ نماز کے، نہ زکوٰۃ کے، نہ روزہ کے، نہ حج کے اور نہ ہی کسی اور عمل کے بس متعہ ہی ایک ایسا عمل ہے جس کے کرنے والے کو کسی اور نیک عمل کی ضرورت ہی نہیں رہتی بس متعہ کر لو اور پیغمبروں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) متعہ کے چند فضائل ملاحظہ فرمادیں۔

① لا فتح اللہ کا ثانی (۹۸۸ھ) لکھتا ہے۔

من تمتع مرة امن سخط الله الجبار ومن تمتع مرتين حشر مع

الابرار ومن تمتع ثلاث مرات صاحبني في الجنان

ترجمہ۔ جس شخص نے ایک مرتبہ متعہ کیا وہ خدا کے غصے سے نجات پا گیا اور جو

شخص دو مرتبہ متعہ کرے اس کا حشر ابرار یعنی پاک اور نیک لوگوں کے

ساتھ ہو گا اور جو تین مرتبہ متعہ کرے وہ میرے ساتھ جنت میں

داخل ہو گا۔

اس عبارت میں متعہ کرنے والے کو خدا کے غصے سے امن پاک لوگوں کی رفاقت

لے تغیر منہج الصادقین ص ۲۵۲

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔
آئیے اب دیکھیں دوزخ سے نجات کیسے ملے گی۔

② من تمتع مرة واحدة عتق ثلثا من النار ومن تمتع مرتين عتق

ثلثا من النار ومن تمتع ثلث مرات عتق كله من النار۔

ترجمہ: جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا اس کے بدن کا تیسرا حصہ جہنم سے آزاد ہو گیا
اور جس نے دو مرتبہ کیا اس کے دو ثلث اور جس نے تین مرتبہ کیا اس کا
تمام بدن جہنم کی آگ سے آزاد ہو جاتا ہے۔

آئیے یہ بھی دیکھیں کہ متعہ کرنے والوں کو کون سا مقام و مرتبہ ملتا ہے۔

③ من تمتع مرة كان درجة كدرجة الحسين عليه السلام ومن تمتع

مرتين فدرجة كدرجة الحسن عليه السلام ومن تمتع ثلث

مرات كان درجة كدرجة علي بن ابي طالب عليه السلام ومن

تمتع اربع مرات فدرجة كدرجة جعفر عليه السلام۔

ترجمہ: جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسین کے درجہ کے برابر

ہو گا اور جس نے دو مرتبہ کیا وہ حضرت حسن کا درجہ پائے گا اور جس نے

تین مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت علی بن ابی طالب کے درجہ کا ہو گا اور

جس نے چار مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کے برابر ہو گا۔

اسلامی عقیدے میں بڑے سے بڑا عالم و متقی ولی و مخلص بھی ادنیٰ صحابی کے

مرتبہ کو نہیں پاسکتا چہ جائیکہ آقاؐ نے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ تک پہنچ جائے۔ مگر

شیعہ عقیدے میں اس قدر قبیح فعل کا ارتکاب کرنے والا نہ صرف اہلبیت کے ائمہ کا درجہ پاتا

ہے بلکہ "نقل کفر، کفر نباشد" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بھی پا جاتا ہے۔

راستغفر اللہ العظیم

④ شیعوں کے مشہور مجتہد سید ابوالقاسم والد سلامہ سید علی عاتری (ؒ) کا کہنا ہے۔

قال ابو عبد الله عليه السلام ما من رجل تمتع ثم اغتسل الا خلق الله
من كل قطرة تقطر منه مبعين ملكا يستغفرون له الى
يوم القيامة. ۛ

ترجمہ۔ امام صادق نے کہا کہ جو شخص متعہ کرے اور اس کے بعد غسل کرے تو
اللہ تعالیٰ اس پانی کے ہر قطرے سے ستر فرشتے پیدا کرتا ہے جو اس متعہ
کرنے والے شخص کے لیے قیامت تک مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔
شیخ عباس المعنی شیبی (۱۲۵۹ھ) نے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے یہ بھی لکھا
ہے کہ وہ فرشتے۔

ولغت می کند اجتناب کنندہ انزال را ۛ
متعہ سے اجتناب کر لے والے پر (قیامت تک) لعنت کرتے رہتے ہیں۔
شیخ محمد بن حسن البحر العالی (۱۱۰۴ھ) نے وسائل الشیعہ جلد ۷ ص ۴۴ پر یہ مکمل روایت
بیان کی ہے۔

⑤ شیعوں کا مشہور مفسر طائفہ اللہ کا شانی (۹۸۸ھ) اور مشہور مجتہد علامہ باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ)
متعہ کی بے پایاں فضیلت اور بے انتہا اجر و ثواب کو بیان کرتے ہوئے یہ حدیث (معاذ اللہ)
نقل کرتا ہے کہ۔

حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس پروردگار کی طرف سے ایک تحفہ لائے
اور وہ تحفہ عورتوں کے ساتھ متعہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے
کسی پیغمبر کو ایسا تحفہ نہیں دیا تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس متعہ کو میرے لیے
خاص کیا ہے تمام انبیاء و سابقین پر جس شخص نے اپنی عمر میں ایک دفعہ
متعہ کیا وہ جنتیوں میں سے ہو گا اور جب متعہ کرنے والا مرد اور عورت متعہ
کے ارادہ سے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو ایک فرشتہ اترتا ہے اور جب تک
وہ فارغ ہو کر الگ نہیں ہو جاتے ان کی حفاظت کرتا ہے ان دونوں کا

آپس میں بات چیت کرنا ذکر اور تسبیح کا درجہ رکھتا ہے اور جب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ مختصمتے ہیں تو ان کی انگلیوں سے ان کے گناہ ٹپک پڑتے ہیں اور جب دونوں ایک دوسرے کا بوسہ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر ہر بوسہ کے بدلے انہیں حج اور عمرہ کا ثواب دیتے ہیں اور جس وقت وہ مباشرت میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک ایک لذت اور شہوت پر پہاڑوں کے برابر ثواب دیتے ہیں اور جب وہ غسل کرتے ہیں تو غسل کے وقت جو قطرے ان کے بدن کے بالوں سے گرتے ہیں ہر ہر قطرہ پر دس ثواب دیتا ہے دس گناہ معاف کرتا ہے اور دس درجہ یعنی مرتبہ بہ بند کیا جاتا ہے اور ان حدیث کہتے ہیں کہ یہ حدیث سن کر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے کہا کہ اے ختمی مرتبت میں آپ کی تصدیق کرنے والا ہوں (حسنو یہ بھی بتائیے کہ جو شخص اس نیک کام میں سعی کرے اس کے لیے کیا اجر و ثواب ہے آپ نے فرمایا کہ جس دھت فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ہر قطرہ سے جو ان کے بدن سے جدا ہوتا ہے ایک ایسا فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک ان کی تسبیح و تہلیل کرتا ہے اور اس کا ثواب ان دونوں کو (یعنی متعہ کرنے والے مرد اور عورت کو) ملتا ہے بلکہ

جس شخص میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا اور عقل سلیم ہوگی، جیسا، و شرم کا مادہ ہوگا وہ اس مذکورہ روایت کے متعلق یہی کہے گا کہ اللہ رب العزت اور اس کے رسول خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ان تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے یہ روایا شیعوں لوگوں کی اپنی گھڑی ہوئی ہیں۔ کعبہ کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذباً۔ (الکہف) ترجمہ: بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور) وہ لوگ بالکل (ہی) جھوٹ بکتے ہیں۔

② ملاحظہ فرمائیے اس رسالے میں یہ بھی لکھا ہے کہ۔

من ذلك المتعة ۛ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کے لیے ہر نشہ والی چیزوں کو حرام کر دیا اور اس کے بدلے میں متعہ (حلال) کر دیا ہے۔

⑩ امام جعفر اپنے والد امام باقر سے پوچھتے ہیں کہ:-

للمتعة ثواب قال ان كان يريد بذلك وجه الله تعالى وخلافا على من انكره عالم يكلمها كلمة الاكتب الله له بها حسنة ولم يمد يده اليها الاكتب الله له حسنة فاذا دنا منها غفر الله له بذلك ذنبا فاذا اغتسل غفر الله له بقدر ما من من الماء على شعره قلت بعدد الشعر قال بعدد الشعر ۛ

ترجمہ: کیا متعہ کرنے والے کے لیے کوئی اجر بھی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ یہ عمل نہ اس لیے اللہ کی رضا کے لیے اور ان لوگوں کی مخالفت کرتے ہوئے کرے جو اس کے منکر ہیں تو اس کا اجر یہ ہے کہ ان دونوں کا باقی کرنا ایک نیکی لکھا جاتا ہے۔ اس عورت کی جانب ہاتھ بڑھانا ایک نیکی لکھا جاتا ہے۔ جب وہ اس کے قریب ہوتا ہے تو اللہ اس کے گناہ کو معاف کرتا ہے اور جب وہ (فرطت کے بعد) غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بالوں کے برابر نیکیوں کو معاف کرتا ہے۔

سبحانك هذا برهان عظيم

خاتم الانبياء والمرسلين حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت و عصمت، تقویٰ و طہارت، شرافت و سجاوت کا قرآن مجید گواہ ہے۔ بلکہ کفار نے بھی کبھی آپ پر اس قسم کا الزام نہیں لگایا جس سے آپ کی عفت و عصمت پر حرف آتا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب، ساحر، شاعر، مجنون و معاذ اللہ، تمک کہا گیا لیکن کبھی یہ نہیں کہا کہ (معاذ اللہ) آپ کا دامن..... سے آلودہ ہے۔

ۛ وسائل الشیخہ جلد ۛ ۛ ۛ من السیخہ الفقہ جلد ۛ ۛ ۛ وسائل الشیخہ جلد ۛ ۛ ۛ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت و عصمت اور تقویٰ کا حال تو یہ تھا کہ باوجود آنست کے روحانی والد ہونے کے آپ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ نہیں پکڑا نہ بیعت کے وقت کسی عورت کو ہاتھ لگایا نہ کتبہ امدادیث،

مگر انوس کہ شیعہ امامیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی سے ایسی باتوں کو منسوب کر دیا جس کے بیان کرنے کو قلم میں جرأت نہیں (مگر اعدائے اسلام کی سازشوں اور ان کے مکر و فریب کو آشکار کرنا بھی ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے) گستاخی کی انتہا یہ ہے کہ شیعہ امامیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی متعہ کرنے والوں میں شامل کر دیا (معاذ اللہ) شیعوں کا مشہور فقیہ ابو جعفر محمد بن بابویہ القمی (۲۸۱ھ) کہتا ہے کہ:-

انی لا کفر للرجل ان يموت وقد بقيت عليه خلعة من خلال رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم لعمري ما فقلت فهل تمتع رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال نعم وقل هذه الآية واذا اسر النبي الى بعض ازواجه حديثا
الى قوله ثيبات وابكارا۔

ترجمہ۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس نے حضور کی سنتوں میں سے ایک سنت پر عمل نہ کیا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کیا تھا، آپ نے فرمایا ہاں۔ اور اس آیت کی تلاوت فرمائی (واذا اسر النبي

ثائبات وابكارا) (پسورۃ التحریم ص ۱)

اب ذرا جگر پر ہاتھ رکھ کر یہ روایت بھی پڑھ لیجئے۔

وروی النضر الثیبانی باسنادہ الى الباقر عليه السلام ان عبد الله بن عطاء
الملكی سألہ عن قوله تعالى واذا اسر النبي فقال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم تزوج بالحرة متعة فاطلع عليه بعض نسائه فامتنعته باعنا حرة
فقال انه لي حلال انه نكاح بأجل فأكتميه فاطلعت عليه بعض نسائه بله

ترجمہ عبداللہ بن علیؓ، مکتی نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد واذ اسر النبی الاذیۃ کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے کہا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آزاد عورت کے ساتھ متعہ کیا تھا، اس بات کی خبر بعض اذواج کو ہو گئی تو انہوں نے ان کو فحش کے ساتھ متہم کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بے شک یہ میرے لیے محال ہے یہ وقتی نکاح ہے جس کو تو چھپا کر رکھ، مگر بعض اذواج کو اس کی اطلاع ہو گئی۔

سبحانک هذا بہتان عظیم

شیعہ امامیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور پاک ذات پر بھی یہ بہتان لگایا ہی دیا اور متعہ کرنے کے شوق بے پایاں میں ذات رسالت مآب پر بھی حملہ کر دیا۔
(استغفر اللہ العظیم)

آپؐ پہلے شیعہ روایات کی روشنی میں متعہ کی حقیقت ملاحظہ فرما چکے ہیں آپؐ نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ متعہ ایک ایسا قبیح فعل ہے جس کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ اس کے ذریعہ فحش و زنا مکاری کا دروازہ کھل جاتا ہے اور معاشرہ بے حیائی کی راہ پر چل پڑتا ہے اسی لیے قرآن پاک اور احادیث پاک میں اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

متعہ کی حرمت قرآن کریم کی نظر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل جو زمانہ دور جاہلیت، کے نام سے معروف ہے اس میں غفلت و عصمت نام کی کوئی چیز نہ تھی، رشتہ ازدواج کا جو بنیادی مقصد تھا وہ بھلا یا بچکا تھا، لوگوں کی نظروں سے شرم و حیا اٹھ چکی تھی، حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ اپنی بیوی کو غیروں میں دنیا کوئی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا اور عورتیں اپنے شوہر کو چھوڑ کر دوسروں سے تعلقات قائم کرتے ہوئے ذرا بھی غار محسوس نہ کرتیں، اس انسانیت سوز اور رحمت گذارہ رواج کا خاتمہ قرآن کریم کی زبانی ہمیشہ کے لیے کر دیا گیا۔
قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ..

ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ و ساء سبیلاً (صحابی اسیر لکھا ص ۲)

ترجمہ: اور زنا کے قریب (بھی) نہ جاؤ۔ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے۔

اس آیت پاک میں تنبیہ کی گئی کہ زنا کرنا تو دور کی بات ہے زنا کے قریب جانے کی بھی اجازت نہیں یعنی ہر وہ قول و عمل بلکہ ہر وہ حرکت جو انسان کو زنا تک پہنچانے والی ہو قرآن کی نظر میں بہت بڑا جرم اور بہت بڑی بُرائی ہے۔ اسی لیے سب سے پہلے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازیؒ ۶۰۶ھ نے زنا کے مفاسد کی شانہ ہی کرتے ہوئے لکھا ہے:-

① زنا سے نسب مختلط اور مشتبہ ہو جاتا ہے۔ آدمی یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا کہ زانیہ کی یہ اولاد کس مرد سے ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بچے کی پرورش کا کوئی مرد بھی ذمہ دار نہیں رہتا (بچہ ضائع ہو جاتا ہے یا خود ماں اس بچے کو مار ڈالتی ہے یا بھینک دیتی ہے یا وہ غریب بچہ سرپرست نہ ہونے کی وجہ سے نتیجہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے) اور یہ عالم کی ویرانی اور انقطاع نسل انسانی کا سبب ہے۔

② زانیہ پر دسترس شرعی قانون میں کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے ساتھ باضابطہ اس نے نکاح نہیں کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ اس عورت پر قبضہ کر لے کی سعی ہر شخص کی جانب سے ہو سکتی ہے اور وجہ نزہت کسی کو بھی حاصل نہ ہوگی۔ پھر اس راہ میں تباہیوں اور بربادیوں کے جو طوفان اٹھتے رہتے ہیں معاشرہ اور آدمی کی تار و پون میں اس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

③ زنا کار عورت کو زنا کی لت پڑتی ہے طبع سلیم رکھنے والے مرد کو ایسی عورت سے گھن محسوس ہوتی ہے۔ پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی سلیم الطبع اس سے شادی کر لے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ نہیں کر سکتا۔ محبت و اُلفت تو غیر دور کی بات ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو عورت زنا میں مشغول ہو جاتی ہے اس سے عموماً لوگ نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور سوسائٹی میں وہ حقیر اور ذلت آمیز نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

اس کی صرف ایک شرط ہوگی یہ کہ وہ حیض والی نہ ہو یعنی جس کو حیض آتا ہو اس سے یہ عمل نہیں کیا جائے گا۔ ہاں جس کو یہ ایام نہ آتے ہوں اس سے کئی مرد تعلق قائم کر سکتے ہیں اسے متعدد دور یہ کہتے ہیں مشہور مجتہد قاضی نور اللہ شوسری (۱۰۱۹ھ) کہتے ہیں:-

واعا تا ساعا فلان نسبہ الی اصحابنا من انعم وجوز وان یقتع الرجال
المعدون لیلاً واحدة من امرأة سواء کانت من ذوات الاقواء
ام لا۔ فمتما خان فی بعض قیودہ وذلك ان اصحاب قد خصوا
ذلك بالآثمة لا بغیرها من ذوات الاقواء۔

ترجمہ: جن لوگوں نے ہمارے اصحاب کی طرف اس بات کو منسوب کیا ہے کہ
اشیوں کے نزدیک بہت سے مرد ایک رات مل کر ایک عورت سے متعلقہ
کرنے کو جائز سمجھتے ہیں خواہ وہ حیض والی ہو یا حیض والی نہ ہو انہوں نے
ہماری بعض قیود کو شک کر دیا ہے کیونکہ ہمارے اصحاب نے اس عمل کو
اس عورت کے ساتھ حلال کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہو۔ نہ یہ کہ حیض والی سے
بھی جائز ہے۔

جس کا مطلب ہے کہ شوسری صاحب اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ شیعوں کے نزدیک
ایک عورت کے ساتھ کئی مرد مل کر رات گزار سکتے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرے کے پاس یا ایک
وقت دو کو ساتھ لے سکتی ہے۔ ہاں صرف اس کا خیال رہے کہ وہ حیض والی عورت نہ ہو (یعنی جس
کو حیض آتا ہو) اگر کوئی عورت ایسی ہے کہ جس کو حیض آتا نہ ہو گیا ہو تو پھر اس کے ساتھ اس
طرح کے عمل میں کوئی حرج نہیں۔

اندازہ فرمائیے کیا اس سے زیادہ بے حیائی کا کوئی عمل ہوگا کہ ایک ہی رات میں ایک
ہی عورت ایک کے بعد دوسرے کے پاس باقی رہے اور مباشرت کرے۔ کیا یہ زنا
نہا نہیں ہے؟ پھر اس کو عبادت سمجھنا تو اس شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کا ضمیر مردہ ہو اور
عقل مادی باپکی ہو۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ متعہ کے عام کر دینے یا اسے قانونی اجازت دینے میں یہ درحقیقت زنا ہی کا دروازہ کھول دینا ہے۔ اس لیے کہ متعہ میں وہی کچھ ہوتا ہے جو زنا میں ہوتا ہے اور زنا کے مفاسد اور خرابیاں ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس آیت کریمہ نے متعہ کی حرمت کو واضح کر دیا ہے کہ اسلام میں اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ چہ جائیکہ ایران کے صدر اسے حکم خداوندی قرار دیں۔ اور لو جو انوں کو متعہ پر اکسائیں۔

② — اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ ذَوِّهِمْ يُحْفَظُونَ. الْاَعْلٰی اِذَا وَجَبَتْ اَوْ مَمْلُوكٌ اِيْمَانُ
فَاَنْتُمْ غَيْرُ مَمْلُومِينَ. فَمَنْ ابْتَغٰی دِرَافَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰلِدُونَ.

(پہلے المؤمنین ص ۱)

ترجمہ اور (فلاح پانے والے وہ لوگ ہیں جو) اپنی شہرت کی جگہ کو تحاشہ میں مگر اپنی عورتوں پر یا مملوکوں کے باندیوں پر۔ سو ان پر کچھ الزام نہیں۔ پھر جو کوئی اس کے علاوہ ڈھونڈے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔

ان آیات پاک میں اس بات کا بیان ہے کہ وہ مومن آخرت میں فلاح پانے والے ہیں جن میں یہ یہ اوصاف ہوں۔ ان میں سے ایک عصمت کی حفاظت کرنی ہے۔ اپنی بیوی اور باندی کے علاوہ کسی کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تعلق رکھے۔ یہ زنا کے حکم میں ہے اور ایسے لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں متعہ کی اجازت نہیں ہے۔ اگر اجازت ہوتی تو بیوی باندی کے علاوہ اس کی تصریح کی جاتی لیکن یہاں ان دونوں کو چھوڑ کر تیسری قسم کی کوئی تصریح نہیں بلکہ تیسری قسم کی تردید کی گئی ہے اور ایسے لوگوں کو بے حد سزاوار کرنے والے بتایا گیا ہے جس سے متعہ کی حرمت واضح ہو جاتی ہے۔

③ — ارشادِ ربانی ہے۔

وَالِیَسْتَغْفِرَ الذِّیْنَ لَا یَجِدُونَ نَکَاحًا حَتّٰی یُعْطِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ.

(پہلے التورع ص ۲)

(۴) زنا کا جب دروازہ کھل گیا کوئی مستقل قاعدہ و قانون باقی نہ رہا تو پھر کسی خاص مرد کو کسی خاص عورت سے کوئی خاص لگاؤ باقی نہ رہے گا جس کو جہاں موقع مل گیا اور جو کچھ کر گزرا ہو کر گزرتا ہے اور یہی حال حیوانات کا ہے پھر انسان و حیوان میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔

(۵) عورت سے صرف یہی مقصد نہیں کہ اس کے پاس پہنچ کر جنسی تقاضے پورے کیے جائیں بلکہ مقصد یہ بھی ہے کہ دو جان مل کر ایک دوسرے کے رفیق اور شریک زندگی ہوں گھر کے کاموں میں بھی اکھانے پینے میں بھی بچوں کی تعلیم و تربیت میں بھی اور زندگی کی دوسری ضروریات میں بھی بھرپور حصہ لیں اور خوشی میں بھی تنگ حالی و خوش حالی میں بھی اور یہ ساری باتیں اس وقت قطعاً پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک عورت کسی ایک کی جائز طریقہ پر ہو کر نہ ہے اور اس کی شکل یہی ہے کہ زنا کو بالکل حرام قرار دے دیا جائے اور نکاح کے قانونی دائرہ میں عورت و مرد کے تعلقات کو محدود کیا جائے۔

(۶) ہمبستری پر پردہ کی بات ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا تذکرہ اشارۃً و کنایۃً کیا جاتا ہے اور کوئی اسس کام کو کر کہ تلہ ہے تو پردہ کی اوٹ میں کرتا ہے کہ کسی کی نگاہ نہ پڑے پائے پس معلوم ہوا کہ اس کو کم سے کم کرنا قرین عقل و قیاس ہے اور اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ جائز طور پر ایک عورت ایک مرد کی ہو کر رہے ورنہ پھر یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ چھ خرابیاں تو وہ ہیں جو بالکل عیاں ہیں، ورنہ زنا کے مفاسد اور خرابیاں بہت سی ہیں۔

حضرت امام رازی کی اس تحقیق و تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا کے مفاسد اور اس کی برائیاں اس قدر اظہر من الشمس ہیں کہ کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا

لہ تفصیر کبیر جلد ۵ ص ۴۹ بحوالہ اسرار کاظمی

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں متعہ کے حلال ہونے کا ذرا بھی قصور ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ضرور تذکرہ فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اگر کسی وجہ سے شادی نہ ہو سکے تو متعہ ہی کر لیا کرو۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ اس کا علاج یہ بتایا کہ مسلسل روزہ رکھو۔ سو قرآن و حدیث میں متعہ کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ اس کی ہر طرح تردید ہے۔

⑤ — اللہ تعالیٰ محرمات کے بیان کے بعد ارشاد فرماتے ہیں :-

وَاَحِلُّ لَكُمْ مَا دَرَاءَ ذٰلِكُمْ اِنْ تَبْتَغُوا بِاَمْوَالِكُمْ مَعْصِيْنَ غَيْرِ مَسَافِحِيْنَ
فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَاتَوْهُنَّ اَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَّلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاٰ ضِيْعَتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ . (پہا السارح ۴۲)

ترجمہ: اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں اس کے سوا کہ تم انہیں اپنے اموال سے تلاش کر دو اور قید نکاح میں رکھنے والے ہو نہ کہ مستی کھانے کو پس

نہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث یہ ہے :-

فَمَنْ اَمْسَطَعَ فَعَلِيْهِ بِالْصَّوْمِ خَانَهُ لَهٗ وَجَاءَ .

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کثرت سے روزے رکھنا اور مسلسل روزے رکھنا ایسے حال میں مفید ہوتا ہے نہ کہ صرف گاہ گاہ دو چار روزے رکھ لینا۔ علیہ لزوم پردال ہے اور لزوم کے دو درجہ ہوتے ہیں ایک اعتقادی ایک عملی یہاں اعتقادی درجہ تو مراد نہیں کیونکہ یہ روزہ فرض نہیں بلکہ عملی درجہ مراد ہے اور وہ ہوتا ہے مکواہ سے جب کہ بار بار عمل کیا جاتے اور عادتہ لزوم کر لیا جائے اور میں نے کہا کہ دیکھو اس کی ایک ظاہر تائید ہے۔ رمضان شریف میں مسلسل ایک ماہ تک روزے رکھے جاتے ہیں اور تجربہ ہے کہ شروع میں تو قوت بہیمہ شکستہ نہیں ہوتی بلکہ رطوبات فضلیہ کے ساخت ہو جانے کی وجہ سے اس میں قوت اور انتعاش ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ ضعف بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر میں لہذا ضعف ہوتا ہے جس سے قوت بہیمہ شکستہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس وقت روزوں کی کثرت مستحق ہو جاتی ہے۔ (الاضافات جلد ۹ ص ۱۹)

جن عورتوں سے تم نے فائدہ اٹھایا تو ان کو ان کے حق دو جو مقرر ہوئے ہیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ مقرر کیے ہوئے مہر کے بعد اور مہر انہیں دو۔

اس آیت پاک میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جن عورتوں سے نکاح حلال ہے انہیں چند شرطوں کے بعد اپنے نکاح میں لائے جاسکتے ہیں۔ یعنی ان کے ساتھ شادی جواز ہے ان شرائط میں سے خاص طور پر محسنین، غیر مسافحین کے الفاظ منع کی حرمت کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

① محسنین

یعنی جن عورتوں سے تم نکاح کرو تو اس کا مقصد محض وقتی اور عارضی نہ ہو بلکہ دائمی ہو ایسا نہ ہو کہ چند دن کی محبت کی نیت سے اس کے ساتھ شادی رچا لو پھر تھوڑے دور یہ طریقہ غلط ہے جب تم نے ان کے ساتھ نکاح کیا ہے تو شرط یہ ہے کہ ان کو ہمیشہ بیوی بنا کر رکھو دیکھ الگ بات ہے کسی وجہ سے آپس نا اتفاقی ہو جائے اور طلاق کی نوبت آجائے۔ لیکن تم پہلے سے ایسی نیت نہ کرو۔

② غیر مسافحین

مہتارا اس نکاح سے مقصد صرف مستی ٹھکانا نہ ہو یعنی محض شہوت اور خواہش پوری کرنے کی نیت نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے۔

اس کے بعد ضما استمتعہ فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم نے ان شرطوں کے ساتھ نکاح کر کے فائدہ اٹھا لیا ہے (یعنی جماع اور صحبت کر لی ہے) تو ان عورتوں کا مہر جو بھی مقرر ہوا ہو وہ ان کو دے دو۔ یعنی مہر ادا کرنا ہو گا اگر صحبت سے پہلے طلاق کی نوبت آجائے تو مرد کے ذمہ نصف مہر اور غلوت کے بعد یہ صورت ہو تو پھر پورا مہر ادا کرنا ہو گا۔ اس میں مال مشرک کی کوشش نہ کرو اور اس باب میں تم پر کچھ مواخذہ نہ ہو گا کہ مقررہ مہر کے بعد تم آپس میں مہر کی مقدار گھٹاؤ یا بڑھاؤ یعنی عورت اپنی خوشی سے مہر نہ لے یا کم لے یا مرد

اپنی خوشی سے زیادہ دے کر اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا

قرآن پاک کی اس آیت میں متعہ کا بیان سرے سے ہے ہی نہیں لیکن شیعہ اثناعشریہ نے امتحان کے طور پر اس سے متعہ کے جائز ہونے اور اپنے اصطلاحی متعہ کے ثبوت کا قوی دعوایا۔ حالانکہ جب قرآن کریم کے سیاق و سباق پر نظر ہوگی وہ ہرگز اس آیت سے متعہ کے جواز کی دلیل نہ لے گا اس لیے کہ

پہلی آیت میں حومت کا بیان ہے اور اس آیت میں حلت کا حرمت و حلت مقابلے کی دو چیزیں ہیں عیسیٰ و ہاں حرمت ہوگی ویسی یہاں حلت ہوگی۔ علامہ زنجیزیؒ لکھتے ہیں کہ وہ تاویل و تفسیر جائز نہیں جس سے قرآن کی معجزانہ بلاغت میں نقص واقع ہوتا ہو۔

وہاں حرمت کوئی سی مراد ہے؟ تابیدی یا وقتی۔ اس کے لیے پوری آیت دیکھ لیجئے۔
حومت علیکم امما تکرو بنا تکروا خوا تکروا عما تکروا لایہ

ترجمہ تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں تمہاری بہنیں اور تمہاری چھ بھیاں
ظاہر ہے کہ یہ حرمت تابیدی ہے اب اس کے مقابل وہ حلت بھی تابیدی ہوگی تاکہ
قرآن کی اعجازی بلاغت برقرار رہے

شیعہ کو متعہ حلال کہنے پر اس قدر غصہ ہے کہ وہ اس حلت (داخلکم ماوراء ذلکم)
کو وقتی بنانے کے لیے اس پہلی حرمت کو دائرہ تابیدی سے نکالنے پر تزلزل گئے کہ ان محرمات سے
حرمت اس قدر قتل تکسب ہے جب پاس رشیم کا ٹکڑا نہ ہو

ایسی ضد کا کیا ٹھکانہ اپنا مسلک چھوڑ کر میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گیا

ہم سمجھتے ہیں کہ ”لف حریر“ سے حرمت تابیدی کی نفی سب شیعوں کا عقیدہ نہیں
ہر سکتی اس لیے کہ جو اہل حریر کا اقرار نہ کر سکے انہوں نے بات بنانے کے لیے اس آیت میں
الی اجل مسیحی کے الفاظ زائد کر دیئے اور کہا کہ اجل قرآن میں یوں ہی تھا۔

ہم کہتے ہیں شیعہ کا یہ الفاظ کو زیادہ زنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے بغیر شیعوں کو
بھی اس آیت سے حلت تابیدی (جسے نکاح کہتے ہیں) سمجھ آرہی تھی ورنہ انہیں اس کا اضافہ
کرنے کی کیا ضرورت تھی

ترجمہ: اپنے آپ کو خدا سے رہیں جن کو نکاح کا سامان نہیں ملتا جب تک
کہ مقدمہ رسد الشرائع کو اپنے فضل سے۔

اس آیت شریفہ میں بتلایا گیا ہے کہ جب انسان شادی نہ کر سکے اور مجبور ہو اور مالی
عانت خراب ہونے کے باعث بیوی نہ مل رہی ہو تو اسے ضبط نفس اور پاک دامن کا دامن
تھامنا چاہیے اور جب وسعت ہو جائے تو پھر وہ شادی کر لے لیکن ان دنوں میں عفت
و پاکدامنی کا تاکید ہی حکم دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے مجبور لوگوں کو حکم
فرمایا ہے کہ روزہ رکھا کر دیکھو اس کے ذریعے خواہشات اور شہوات کا نور ختم ہو جائے گا
اور تک انسان غلو قدم اٹھانے سے پرکھ جائے گا کتب اعمادیث میں اس قسم کے واقعات
ملنے میں جن میں بعض صحابہ کرام مجبوریوں کی بنا پر شادی نہ کر سکے حالانکہ وہ نکاح کرنا چاہتے
تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو کسی اور طریقہ کو اپنانے کے بجائے روزہ
رکھنے کا حکم فرمایا تاکہ شہوات کی قوت مغرب ہو جائے چنانچہ ان حضرات نے اس پر عمل کیا اور
اپنے آپ کو گناہ سے بچایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

يا معشر الشباب من استطاع منكم البائة فليتزود فانه اغض للبصر
واحسن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء

ترجمہ: اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی پر قدرت رکھتا ہے اس کو چاہیے
کہ شادی کر لے کہ یہ شادی نگاہ کو نیچی کر دیتی ہے اور اس کے ذریعہ شرمگاہ کی
حفاظت ہو جاتی ہے اور جو شخص شادی پر قدرت نہیں رکھتا اس کو لازم ہے
کہ روزہ رکھے (کہ روزہ) شہوت کو توڑتا ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو نکاح کی ترغیب فرمائی، نکاح کے بعد عفت و
پاکدامنی نصیب ہوگی، نفقہ کی حفاظت ہوگی اور اگر کسی وجہ سے شادی نہ ہو پائے اور شہوت
میں کمی نہ آئے تو پھر روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کہ اس کے ذریعہ شہوت کا علاج ہو گا اور عفت و عصمت
پر حریف نہ آئے گا۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کی مذکورہ روایت میں بھی متعہ کی ممانعت کا حکم موجود ہے اس کے باوجود متعہ کے حلال ہونے کا اعلان اور ائمہ اربعہؑ کی روایت کو متعہ کرنے والا قرار دینا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

بعض شیعی خطیبوں سے دوران گفتگو معلوم ہوا کہ یہ لوگ صحیح بخاری کی اس روایت سے مطمئن نہیں بلکہ رد و قرح کر کے اس سے چسکا را حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر یہ ایک فسط قدم ہوگا اس لیے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ سے مروی مذکورہ روایت خود شیعی کتابوں میں بھی موجود ہے شیخ الطائفة علامہ طوسی (۲۶۰ھ) نقل کرتا ہے کہ:-

عن زید بن علی عن أبائه عن علي عليه السلام قال حرم رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم لحوم الحمر الاھلیة ونكاح المتعة۔

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں
کے گوشت اور نیکاح متعہ کو حرام بتلایا تھا۔

ایک اور شیعی محقق شیخ محمد بن حسن ابراہامی (۱۱۱۲ھ) نے بھی اپنی کتاب وسائل الشیعة
فی التحصیل مسائل اشرعیہ جلد ۲، ص ۴۴ میں اس روایت کو درج کیا ہے۔

شیعہ مجتہدین اور متعہ کے شوقین شیعی کتب میں موجود اس روایت سے خاصے پریشان ہیں
اس روایت کا نکلنا ان کے بس کی بات نہیں کیونکہ ان کے اکابر اس کی تصریح کر چکے ہیں کہ "متعہ
آں باشد کہ چپ انرد" انہوں نے اس روایت کی اہمیت کو گھسانے اور بے وزن کرنے کے
لیے یہ کہنا شروع کر دیا کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ نے اس کو تنزیہ کیا تھا، آپ علات سے مجبور
تھے اس لیے سچی بات نہ کہہ سکے (معاذ اللہ)۔

شیخ الطائفة اس روایت پر تنقیہ کی چادریوں ڈالتا ہے:-

فأوجه في هذه الرواية ان عملها على التقية لانها موافقة لمذاهب العامة و

الاخبار الادلة موافقة لظاهر الكتاب واجماع الفرق المعتبرة على موجبها

فيجب ان يكون العمل بهادون هذه الرواية الشاذة۔

شیخ محمد بن حسن المحرق العالی کہتا ہے :-

اقول جملة الشيعة وغيره على التقية يعني في الرواية لان ابا حنيفة المتعة
من ضروريات مذهب الامامية .

یعنی جن روایات میں حضرت علیؑ سے متعہ کی ممانعت آتی ہے اس کو ہم تقیہ پر محمول کرتے
گئے۔ کیونکہ شیعہ امامیہ کی دوسری مستند روایات سے متعہ کا حلال ہونا واضح ہے اور متعہ کی اجازت
مذہب امامیہ کے ضروریات دین میں سے ہے۔ اس لیے ممنوعہ والی روایتوں سے استدلال کرنا
صحیح نہیں بلکہ عمل اسی پر ہوگا جس پر شیعوں کا اجماع ہے۔

تقیہ کیا ہے؟ اس کی تفصیل کا ذیہ وقت ہے نہ اس کی گنجائش بس اتنا یاد رکھئے کہ
شیعہ امامیہ کے نزدیک تقیہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس کو جب اور جہاں چاہیں استعمال کر کے حقیقت
کا چہرہ بگاڑا جاسکتا ہے اور جہاں جہاں ائمہ اہلبیت کی روایت شیعہ کے خلاف نظر آجائے،
اس وقت یہی ہتھیار ہے جو شیعوں کو بچاتا ہے۔

③ — حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ :-

رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم عام او طاس في المتعة ثلاثاً ثم
نهي عنها .

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ) او طاس والے سال تین دن کی
رخصت دی تھی پھر اس کو منع کر دیا تھا

اس مقام پر شیعوں والا متعہ مراد نہیں۔ کیوں کہ اس کی اجازت نہ تو پہلے تھی اور نہ بعد
میں، بلکہ مراد نکاح موقت تھا جس کی تفصیل آئے گی۔

اب اس تصریح کے ہوتے ہوئے اسی پر اصرار کرنا کہ حالات کے پیش نظر اجازت دی
جاسکتی ہے اور یہ حکم خداوندی ہے۔ مترجہ زیادتی ہوگی اور دوسرے نقطوں میں یہ کہا جائے گا کہ
نبوت کے مقام عالی سے ہمہری کا دعویٰ کرنا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے
اجازت دی تھی، اسی طرح ہمیں بھی اجازت ہے کہ ہم اس کو عام کریں اور اس کے نسخہ کو چھپائیں

لہ وسائل الشیعہ جلد ۴، مطبوعہ تہران ۱۴۱۵ھ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۵

اس قسم کا دعویٰ دعوئہ صریح کفر ہوگا۔

(۴) — حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ۔

انما كانت المتعة في اول الاسلام كان الرجل يقدم البلدة ليس له بها معرفة فيتزوج المرأة بقدر ما يرى انه يعتم فتحفظ له متاعه وتصلح له شبهة حتى اذا نزلت الآية الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم قال ابن عباس فكل فرج سراها فهو حرام به

ترجمہ متعہ ابتداء سے اسلام میں تھا۔ جب کوئی شخص کسی ایسے شہر میں جاتا جہاں اس کی جان پہچان نہ ہوتی تو عورت سے جتنے دنوں تک وہاں رہتا (تیززوج) نکاح (متعہ) کر لیتا اور وہ اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کے لیے کھانے پینے کی چیز تیار کرتی۔ یہاں تک کہ قرآن کی یہ آیت الا علی اذواجہم نازل ہوئی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اپنی بیویوں اور مملوکہ باندیوں کے علاوہ ہر شر مگاہ حرام (ہو گئی) ہے۔

یہ تاحضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس تصریح سے معلوم ہو رہے کہ جس قسم کے متعہ کی ابتداء اسلام میں اجازت بھی تھی وہ بھی آیت قرآن الا علی اذواجہم الا بت کے اصول پر ختم ہو گئی اور اس کی حرمت کا باقاعدہ قرآن کریم نے اعلان فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی کے تحت اس قسم کے متعہ کو بھی حرام قرار دیا۔ اب یہ تاحضرت ابن عباسؓ بھی اس کے قائل ہیں کہ بیوی اور باندی کے علاوہ ہر شر مگاہ حرام ہو چکی ہے۔

یہ متعہ جو اب حرام ہوا نکاح موقت تھا۔ کتنے وقت کے لیے؟ اس کے لیے کوئی معین گھڑی نہ تھی جیسے یوں کہیں کہ جب تک میں یہاں ٹھہروں، بظاہر ہے کہ اس کے لیے کوئی نقطہ وقت طے نہیں ہوتا۔

اس میں وہ ذلت نہیں جو شیعہ متعہ میں ہوتی ہے کہ وہ نقطہ وقت آتے ہی دونوں غیر محرم ہو گئے۔ پھر اس روایت میں اس زبان متعہ کی خدمت گزار بھی مذکور ہے کہ اس کے سامان کی

تھا املت کرے اور کھانا وغیرہ بنانے میں اس کی مدد کرے۔ جب کہ شعی متعہ میں عورت پر ایسی کوئی ذمہ داری نہیں۔ وہ صرف مستی نکالنے کے لیے متعہ میں لائی جاتی ہے۔

ان تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ وقتی نکاح میں کوئی بات حیار و شرافت کے خلاف نہ تھی جب کہ شعی متعہ اور مطلق زنا میں فرق کرنا بڑے بڑے شیعہ مجتہدوں کے بھی بس کی بات نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما متعہ کی اباحت کے قائل تھے ۹

الجواب: روایت سابقہ میں تصریح کے ساتھ سیدنا ابن عباسؓ اس کے حرام ہونے کا ذکر فرما رہے ہیں اور ایسے استدلال میں بیت قرآن بھی پیش فرما رہے ہیں کیا اس کے بعد بھی کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اس حرمت کے بعد بھی اس کے جواز کے قائل تھے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اولاً تو اباحت کے قائل تھے لیکن سیدنا حضرت علیؓ نے انہیں بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حرمت کا اعلان فرما چکے ہیں تو آپ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا اور اس سے توبہ بھی فرمائی۔

حضرت محمد بن علیؓ (المعروف بابن الحنفیہ) کہتے ہیں:-

ان علیاً قال لابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن متعہ و
عن لم یوم الحمر الاہلیۃ زمن خیبرؓ

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ خیبر میں متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا تھا۔

یہ خیبر کے دن کے اعلان کا ذکر ہے یہ نہیں کہ اس کی حرمت بھی اس دن نازل ہوئی تھی حکم کو

نافذ کرنے کے لیے مناسب وقت اختیار کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کے ساتھ سیدنا ابن عباسؓ کا مکالمہ بھی ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰؑ نے جب دلائل حرمت بیان فرمائے تو حضرت ابن عباسؓ خاموش ہو گئے یہ گویا اس بات کا اقرار تھا کہ میں بھی اس حرمت سے متفق ہوں۔ حضرت علامہ ابو جعفر احمد بن محمد نخعی مہری (۲۲۶ھ) لکھتے ہیں:

ان ابن عباس لما خاطبه علی بهذا المرحا جده فصار يحرم المشعة
اجماعا لان الذين يملونها اعتمادهم علی ابن عباسؓ

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؑ نے حضرت ابن عباسؓ سے بات چیت کی اور معنی مکالمہ ہوا
تو حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؑ سے کوئی حجت نہ کی پس اس کے ذریعہ متعہ
کی حرمت پر اجماع ہو گیا۔ اس لیے کہ جو لوگ متعہ کی اباحت پر قائل تھے ان
کا راہروں و مدار ابن عباسؓ کے قول پر تھا داب جب کہ آپ نے بھی رجوع
کر لیا تو اس پر اجماع ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابن عباسؓ کے پاس متعہ کی حلت کی کوئی دلیل نہ تھی اور
آپ نے حضرت علی المرتضیٰؑ کے دلائل کے سامنے تسلیم خیر کر دیا۔ متعہ جس کی اجابت بھی تھی،
اب بالاتفاق حرام ہو چکا ہے۔

اسی طرح محمد بن عقیقہؒ روایت کرتے ہیں:-

ان علیا قیل له ان ابن عباس لا یرى لمتعة النساء باسما فقال ان رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہا یوم خیرو عن لحوم الحمر الانسیہؑ

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؑ سے کہا گیا کہ حضرت ابن عباسؓ متعہ النساء کے بارے میں
کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تو حضرت علیؑ نے فرمایا: یہ صحیح نہیں، بے شک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے خیروالے دن اس (متعہ) سے اور گھریلو گدھوں سے روک دیا۔

ایک مرتبہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ نے حضرت ابن عباسؓ کو خطاب کر کے فرمایا کہ:
انک رجل تارک نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ توفیق کی غنیمت میں متوجہ رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روک ہی دیا تھا۔
ایک مرتبہ محمد بن علی نے سنا کہ حضرت ابن عباسؓ اس نکاحِ مرقّت کے متعلق کچھ دم رویہ رکھتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا:-

ابن عباسؓ یہ بات چھوڑ دو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا ہے۔
ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا
کہ یا حضرت آپؐ کی یہ بات کہ متعہ کی اباحت ہے لوگوں نے چاروں طرف پھیلا
دی اور شرع اپنے شعروں میں اس کو بیان کرتے پھرتے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت
ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! میں نے تو اس کا ہرگز فتوے نہیں دیا تھا
میرے نزدیک متعہ ایسا ہی ہے جیسے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت (مردی
روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا، انا لله وانا اليه راجعون۔ خدا کی قسم میں
نے تو اس کا فتوے نہیں دیا اور نہ میری یہ ملاوحتی اور مذہبجو کے علاوہ
کسی اور کے لیے میں نے متعہ کو حلال قرار دیا تھا۔

سیدنا حضرت ابن عباسؓ کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے زجر و تنبیہ بھی فرمائی تھی اور کہا کہ اگر آئندہ
اس قسم کا فتوے دیا تو سزا دی جائے گی۔ چنانچہ آپؓ نے اپنی بات سے رجوع کر لیا اور متعہ کی ابدی
حرمیت کے قائل ہو گئے۔ قاضی عبد الجبار حنفی (۳۱۵ھ) بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں:-

وانكر ذلك على رضى الله عنه لما بلغه اباحه ابن عباس انكار ظاهر
او قد حكى عنه رضى الله عنه الرجوع عن ذلك فصار خطره اجماعاً من
كل صحابة. ۱۰

ترجمہ جب حضرت علیؓ کو حضرت ابن عباسؓ کے متعہ کے مباح ہونے کے قول کی
خبر پہنچی تو آپؐ نے حضرت ابن عباسؓ پر سخت انکار کیا اور مردی ہے کہ ابن عباسؓ نے
اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا پس حرمیت متعہ پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہو گیا

۱۰ مجمع مسلم جلد ۲ ص ۲۵۸ تفسیر منہجی جلد ۲ ص ۲۵۸ فتح الباری جلد ۱ ص ۱۰۰ تفسیر منہجی جلد ۲ ص ۲۵۸ روح المعانی
جلد ۲ ص ۱۰۰ تفسیر تہذیب القرآن ص ۱۰۰

وإنما روى عن ابن عباس شيء من الرخصة في المتعة ثم رجع عن قوله حيث أخبره عن النبي صلى الله عليه وسلم وأما كثر أهل العلم على تحريم المتعة به

ترجمہ مروی ہے کہ ابن عباسؓ متعہ کی اباحت کے قائل تھے۔ پھر آپؐ نے اپنے قول سے رجوع فرمایا۔ جب آپؐ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد پیش اور صحابہ کرامؓ کی اکثریت سے اس کی حرمت معلوم ہو گئی۔

حضرت امام بیہقی (۴۵۸ھ) امام زمہری (۴۴۲ھ) سے نقل کرتے ہیں:-
 امامات ابن عباس حتی رجع من فتواه بجل المتعة وكذا ذكره
 اليعوانہ فی صحیحہ۔ لکھ

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ استقلال سے قبل متوکلے مباح ہونے کے قول سے رجوع کر چکے تھے۔ ابو حسان نے اپنی صحیح میں بھی اس کو بیان کیا ہے۔ حضرت امام ابو بکر احمد بن علی الرازی السجستانی (۴۰۰ھ) بھی لکھتے ہیں :-
ولا فحل واحد من الصحابة روى عنه تجريد القول في اباحة
المنعة غير ابن عباس وقد رجع عنه حين استقر عنده فتح يها
بموات الاخبار من جهة الصحابة. ۱۴

ترجمہ۔ ہمیں حضرات صحابہؓ میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے محض اباحہ متعہ کا قول نقل کیا ہو۔ سوائے ابن عباسؓ کے۔ مگر انہوں نے بھی اس سے رجوع فرمایا۔ جب آپ کو صحابہ کرامؓ سے متعہ کی حرمت کی متواتر خبریں ملیں۔

حضرت امام نووی (۷۵۶ھ) بھی کہتے ہیں:-

روقع الإجماع بعد ذلك على تحريمهما من جميع العلماء إلا الروافض وكان

عباس یقول بابا حتما وردی عنہ اند رجع عنہ ^۱
ترجمہ تمام علماء اسلام کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے سوائے شیعوں
کے اور جہاں تک حضرت ابن عباس کے متعہ کی اباحت کے قائل ہونے
کا تعلق ہے یہ کچھ اس سے رجوع بھی ثابت ہے۔
حضرت علامہ عافظ ابن ہمام ^۲ (۷۸۶۱) لکھتے ہیں:

وابن عباس صحیح رجوع بعد ما اشتهرت عنہ من اباحتہ ^۳
ترجمہ حضرت ابن عباس نے اپنے اباحت والے قول سے رجوع کرنے کی
روایت بالکل صحیح ہے۔
ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

وابن عباس صحیح رجوعہ الی قولہ ^۴
ترجمہ حضرت ابن عباس نے صحابہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا یعنی متعہ حرام ہے،
صاحب بحر الرائق حضرت علامہ زین الدین ابن نجیم (۷۹۷۰) لکھتے ہیں:-
واعلم انقل عن ابن عباس من اباحتہ فقد صح رجوعہ ^۵
ترجمہ اور جو کچھ حضرت ابن عباس سے اباحت کا قول منقول ہو مگر ابن عباس
نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔
تفسیر کبیر میں تیدنا ابن عباس کا متعہ سے توبہ کرنا بھی منقول ہے۔
اللمع الخ اثوب الیک من قولی فی المتعہ ^۶

اس وقت ہمارے مقصد ان تمام روایات و ارشادات اکابر کا استیعاب نہیں اور نہ ہی
اس کی ضرورت ہے۔ مذکورہ بالا احادیث و ارشادات سے یہ بات بخوبی معلوم ہو چکی جو کہ تیدنا
حضرت ابن عباس اولاً جس متعہ کے قائل تھے یہ نا حضرت علی المرتضیٰ سے بحث و مباحثہ اور دیگر
صحابہ کرام سے تفصیلات اور حرمت کے دلائل معلوم ہو جا چکے ہیں اس قول سے رجوع فرمایا تھا۔
اب اس کا اظہار بھی فرما چکے ہیں۔

۱ شرح صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۱۵ فتح القدیر جلد ۱ ص ۱۵۱ ایضاً جلد ۱ ص ۱۵۱ بحر الرائق جلد ۲ ص ۱۵۱ تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۱۵۱

میش نظر رہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک بھی متعہ وہ متعہ نہ تھا جو شعی کتابوں میں ہے نکاح موقت کی ایک قسم تھی اور آپ نے اس قسم کے متعہ کی اباحت سے بھی رجوع کرتے ہوئے اسے حرام قرار دے دیا۔

اب وہ کہتا ہے جو سیدنا حضرت ابن عباسؓ کو اس کا قائل بتلائے اور انہیں قائلین جواز میں شامل کر کے ان پر تہمت لگائے ؟

متعہ کی حرمت آئمہ اہلبیت کے ارشادات کی روشنی میں

① — سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کہتے ہیں :-

قال حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم لحوم المحوا الاھلية ونكاح المتعة
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاح متعہ کو
حرام فرما دیا ہے۔

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں متعہ کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ اس حدیث کو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ روایت فرماتے ہیں اور یہ روایت شیعہ حضرات کی مستند کتابوں میں بھی موجود ہے۔

مشہور شعی عالم ڈاکٹر موسیٰ الموسوی لکھتے ہیں :-

حضرت علیؑ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اس حرمت کو برقرار رکھا اور جواز متعہ کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ شعی عرف اور ہمارے فقہاء شیعہ کی رائے کے مطابق امام کا مہمل حجت ہوتا ہے خصوصاً جب کہ امام با اختیار ہو اور انھما رائے کی آزادی رکھتا ہو اور احکام الہی کے اوامر و نہی بیان کر سکتا ہو۔ اس صورت میں امام علیؑ کی حرمت متعہ کو برقرار رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ عہد نبوی میں حرام تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو ضروری تھا کہ وہ اس حکم تحریم کی مخالفت کرتے اور اس کے متعلق صحیح حکم الہی بیان کرتے اور عمل امام شیعہ پر حجت ہے میں نہیں سمجھ پایا کہ ہمارے فقہاء

شیوہ کو یہ جرأت کیسے ہوتی کہ وہ اس کو دیوار پر مار دیتے ہیں بلکہ

② — مفصل کہتے ہیں کہ :-

سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول في المتعة دعوها اما يستحي لعدكم ان يروا في موضع العورة فيجعل ذلك على صالحى انوائه واصحابه^۱ ترجمہ میں نے امام جعفر کو فرماتے ہوئے سنا کہ متعہ کو چھوڑ دو کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ کوئی شخص عورت کی شرمگاہ دیکھے اور اسے اپنے بھائیوں اور دوست یاروں کے سامنے بیان کرے

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے نزدیک بھی متعہ بہت ہی بُری حرکت ہے اور آپ نے اس کو چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ متعہ کے ذریعہ فحش و بدکاری کو راہ ملتی ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ ایک ایسے عمل کی اجازت دیں جس کو قرآن کریم نے فحش قرار دیا ہو اور اس سے روکا ہو جسے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرما دیا ہو اور جو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کے نزدیک بھی حرام ہو۔

③ — شیخ الطائفة علامہ طوسی (۴۶۰ھ) کا کہنا ہے کہ عبد اللہ بن عمیر نے امام باقرؑ کے کہا کہ کیا آپ کی بیویاں سیٹیاں بہنیں اور چچا کی لڑکیاں متعہ کرتی ہیں۔

فاعرض ابو جعفر حسین ذکر نسائه وبنات عمه^۲۔

ترجمہ امام باقرؑ نے یہ سن کر اپنا چہرہ پھیر لیا جب اپنی عورتوں اور چچا کی لڑکیوں کا ذکر ہوا۔

اس کا ایک معنی یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایسا کرتی تھیں مگر حضرت امام کو لوگوں سے یہ سن کر شرم آئی اور انہوں نے اپنا منہ پھیر لیا اور ایک معنی یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت امام کو اس کے سوال سے ناراضگی ہوئی۔ معلوم نہیں شیعہ ذاکر اس کے پیچھے معنی کو کیوں زیادہ پسند کرتے ہیں۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت امام باقرؑ کے نزدیک بھی یہ عمل انتہائی فحش اور شرمناک ہے۔ آپ کی ذات عالی کے بارے میں ہم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں کہ غیروں کی بیوی

۱۔ اصلاح شیعہ ص ۱۱۱ اور ترجمہ ص ۱۰۵ قریب کافی جلد ۲ ص ۱۵۲ تہ تہذیب الاحکام جلد ۲ ص ۱۵۱

بہن۔ بیٹی اور چچا زاد لڑکی پر تو ہاتھ ڈالنے اور متعہ کرنے سے نہ روکتے تھے۔ مگر جب اپنے گھر کی بات آجائے تو منہ پھیر کر ناراضگی اور کراہت کا اظہار فرماتے تھے۔ ہمارے نزدیک تو حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ انتہائی حیاء والے حضرات میں سے تھے اور حیا دار انسان سمجھے جیسی اس قسم کی اجازت نہ تو اپنے لیے دے سکتا ہے اور نہ غیروں کے لیے۔

④ — عمار کہتے ہیں کہ —

قال ابو عبد الله الحلي وسليمان بن خالد قد حرمت عليهما المتعة من قبل ما دمتا بالدين لا كما تكثرات الدخول حتى واخاف ان تواسخذا فيقال هؤلاء اصحاب جعفر

ترجمہ: امام جعفر نے مجھے اور سلیمان بن خالد سے فرمایا کہ تم پر متعہ کو حرام کرتا ہوں جب تک کہ تم مدینہ میں رہو کیونکہ تم دونوں کا میرے پاس اکثر آنا ہوتا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ تم دونوں یہاں (متعہ کرتے ہوئے) پکڑے جاؤ تو لوگ کہیں یہ تو جعفر کے دوستوں میں سے ہیں۔

اس روایت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ متعہ والے عمل کو فحش اور معیوب سمجھتے تھے اور اس کی حرمت واضح کرتے تھے۔ نیز اپنے بارے میں یہ نہ برداشت کر سکتے تھے کہ کوئی شخص ان پر اس قسم کا شک کرے۔ اس سے خور کیا جاسکتا ہے کہ اگر متعہ کی اجازت قرآن و حدیث میں ہوتی تو اس سے آپ کیوں روکتے؟ بلکہ علی الاملان فرماتے کہ تم دونوں ضرور کرنا؟ قرآن و حدیث پر عمل کرنے میں خوف کیسا؟ اور شرم کیسی؟ لیکن روایت بتلا رہی ہے کہ آپ کے نزدیک بھی یہ فعل معیوب اور فحش تھا۔

مذکورہ بالا شیعہ روایات کی روشنی میں یہ بات روز بروز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ائمہ اہلبیت بھی متعہ کے فعل کو معیوب سمجھتے ہیں اور اسے انتہائی فحش فعل قرار دے کر اپنا چہرہ پھیر دیتے ہیں اور اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ یہ حرام ہے اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اس کی حرمت قیامت تک ہے۔ فافهم وقد بس يا اولی الابصار۔

ابتدائے اسلام میں متعہ کی اباحت کی حقیقت

ابتدائے اسلام میں جس قسم کے متعہ کی اجازت دی گئی تھی وہ، وہ متعہ ہرگز ہرگز نہ تھا جس کی تفصیل شیعی کتابوں میں موجود ہے۔ کیونکہ یہ متعہ تو صریح زنا ہے جس کی اجازت کسی کے لیے نہیں کیونکہ زنا ایک ایسی جہالت ہے جس کو کسی شریعت نے پسندیدہ نہیں بنانا بلکہ ہر شریعت نے عفت و عصمت کے تحفظ کے لیے ایسی برائیوں کا نامہ کر لے کے لیے سزا میں تجویز لیں ہیں۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی تحریر فرماتے ہیں:-

جو متعہ شروع اسلام میں جائز یعنی غیر ممنوع تھا اس کی حقیقت صرف نکاح موقت کی تھی یعنی ایک مدت معینہ کے لیے گواہوں کے سامنے ولی کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا جائے اور مدت معینہ گزر جانے کے بعد باطلاق کے

منساققت ہو جائے لیکن منساققت کے بعد استبراء رحم کے لیے ایک مرتبہ ایام ماہواری یعنی ایک حیض کا ان ضروری تھا تاکہ دوسرے نطفہ کے ساتھ اختلاط

سے محفوظ رہے۔ اس قسم کا نکاح ایک بڑی مقام ہے یعنی ان قیود و شرائط

کے ساتھ نکاح موقت، نکاح مطلق، اور زنا محض کے درمیان ایک درمیانی درجہ ہے۔ نکاح متعہ کی صورت میں گواہوں کے سامنے ایجاب

وقبول اور ولی کی اجازت ضروری ہے اور مرد سے علیحدہ ہو جانے کے بعد اگر

دوسرے مرد سے نکاح متعہ کرنا چاہے تو جب تک ایک حیض نہ آجائے

اس وقت تک دوسرے سے نکاح متعہ نہیں کر سکتی تھی۔

اس سے پتہ چلا کہ ابتدائے اسلام میں جو متعہ غیر ممنوع تھا اس کی حقیقت شیعی متعہ کی

حقیقت سے بہت ہی مختلف ہے بلکہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

یہ متعہ نکاح موقت تھا شیعی اصطلاح والا متعہ نہ تھا۔ اس کے لیے نکاح اور تنویح

کے الفاظ صریح طور پر ملتے ہیں

① — حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔

فرض لنا ذلك ان نتزوج المرأة. لہ

ترجمہ: پس ہم کو عورت سے نکاح (متعہ) کرنے کی رغبت دی

ایک اور روایت میں ہے کہ۔

نہی عن نکاح متعة. لہ

ترجمہ: منع فرمایا نکاح متعہ سے۔

حضرت امام بخاریؒ، حضرت امام مسلمؒ، حضرت امام ترمذیؒ وغیرہ حضرات محدثین رحمہم اللہ

باب نکاح متعہ عنوان قائم کر کے اس کی صراحت کرتے ہیں کہ یہ نکاح کی ایک صورت تھی

اس حدیث میں لفظ تزویج اور نکاح اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ وہ متعہ ہرگز
مٹھتا جو شیعہ کہتے ہیں بلکہ یہ نکاح موقت تھا۔

المتعہ المذكورة هي النكاح الموقت. لہ

ترجمہ: مذکورہ متعہ یہ دراصل نکاح موقت تھا۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ۔

ان المتعة التي ياترعا من الصحابة إنما كانت الى اجل النكاح

الموقت وهكذا اوقع في حديث بسرة عند ابن جبرين بلفظ تزويجها

كان هو النكاح الموقت. لہ

ترجمہ: صحابہ کرامؓ میں جس متعہ کا ذکر ملتا ہے یہ درحقیقت نکاح موقت تھا اور

حضرت بسرہؓ کی حدیث جو ابن جبرین نے نقل کی ہے اس میں لفظ تزویج تھا اس

پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ یہ نکاح موقت ہی تھا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں جس میں متعہ کا ذکر ملتا ہے اس سے

مراد نکاح موقت ہے اور علماء اہلسنت کی تصریح کے مطابق اس نکاح موقت میں نفقہ اور کفنی

بھی لازم تھا نہ کہ وہ متعہ جو شیعہ بیان کرتے ہیں اور یہ بات پھر سے پیش نظر رکھیے کہ آنحضرت

ﷺ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۶۴ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۴۵۱ سے منقولی شرح موطا جلد ۲ ص ۲۳۱ فتح البہم جلد ۲ ص ۴۲۱

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح موقت کو بھی حکم الہی کے تحت حرام قرار دیا۔ چہ جائیکہ شیعی روایت والا متذہب جازہ ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) — اس نکاح موقت کی سنت بھی بہت ہی کم رہی محض یعنی زیادہ دنوں تک اس کی اجازت نہ تھی مگر تین دن مخصوص حالات کے پیش نظر غیر ممنوع رہا۔
حضرت علامہ قرطبی (۲۲۵ھ) لکھتے ہیں :-

الروایات کلہا متفقہ علی ان ذمن اباحتہ المتعہ لم یطل بہ
ترجمہ۔ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ متعہ (نکاح موقت) کی اباحت کا زمانہ بہت متھڑا تھا۔

یعنی تمام اعمادیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ نکاح موقت بہت کم دنوں کے لیے رہا۔ بعض روایات میں صرف تین دن کی اجازت منقول ہے۔ اس کے بعد بالآخر اس کی ابدی حرمت کا اعلان کر دیا گیا۔ اب کسی نرس بات کا اختیار نہیں کہ پیغمبر کے حرام قرار دینے کے بعد اس کے مصلیٰ ہونے کا فتوے صادر کرے۔ جو شخص یا اگر وہ اس قسم کے فتوے صادر کرتے ہیں وہ دوسرے نفسوں میں جدید نبوت کا اعلان کرتے ہیں اور دین سے بغاوت کرتے ہیں جس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

(۳) — یہ نکاح موقت ولی کی اجازت اور گواہوں کے روبرو ہوتا تھا یعنی چوری چھپے یہ کام نہ ہوتا تھا بلکہ لوگوں کو اس کا علم ہوتا تھا کہ اس نے ظالم عورت کے ساتھ نکاح موقت کیا ہے۔ صرف متعہ کرنے والا کبھی اس قسم کے اعلان کی جرات نہیں کر سکتا اور نہ کہے گا۔ کیوں کہ یہ زنا ہے اور زانی میں اتنی جرات نہیں ہوتی۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ :-

کان ہوا النکاح الموقت بحضرة الشہود کمایدل علیہ حدیث سلیمان بن یسار
عن ام عبد اللہ ابنة ابی خنیثۃ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی قصۃ عند ابن جریر وفیہ فتلطھاوا شہدا واعلیٰ ذلک عدولہ

ترجمہ یہ نکاح موقت تھا گواہوں کے سامنے ہوتا تھا جیسا کہ اس پر سلیمان بن یسار کی حدیث جوامع عبد اللہ سنت ابی خثیمہ سے مروی ہے دلالت کرتی ہے ایک شخص کے واقعہ میں جو صحابی رسول تھا ابن جریر نے اشارہ کیا ہے اور اسی حدیث میں ہے کہ اس عورت سے شرط کی تھی اور اس پر عادل گواہ قائم کیے تھے۔

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی لکھتے ہیں :-
نکاح متعہ کی اس صورت میں گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول اور ولی اجازت ضروری ہے بلکہ

حضرت ابن علیہؑ فرماتے ہیں :-

وكانت المتعة ان يتزوج الرجل بئاهدين واخذن لولي الى اجل مسمى
ترجمہ اور یہ متعہ (نکاح موقت) یہ تھا کہ مرد دو گواہوں کے سامنے اور ولی کی اجازت سے وقت مقررہ تک زوجہ کرے
فقہاء کرام متعہ اور موقت نکاح کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-
وعدم اشتراطها للشهود في المتعة وفي الموقت الشهود
ترجمہ متعہ (شیعی) میں گواہ شرط نہیں اور نکاح موقت میں گواہوں کی شرط ہے (یہ ہے فرق متعہ اور نکاح موقت میں)
مولانا محمد حسن سہلی لکھتے ہیں کہ :-

ان حضور والشهود غير مشروط في المتعة وانما هو في الموقت وهذا هو الفرق بينهما

ترجمہ متعہ میں گواہوں کی شرط نہیں ہے لیکن نکاح موقت میں شرط ہے اور یہ ہے فرق ان دونوں کے درمیان

مذہب جہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ابتداء اسلام میں جو نکاح موقت

ہوا کرتا تھا اس میں گواہ بھی ہوتے تھے اور ولی ہوتا تھا۔ لوگوں کو معلوم بھی تھا۔ مگر متد شیعہ کہ جس میں مذولی کی ضرورت۔ نہ گواہوں کی ضرورت۔ نہ اعلان کی ضرورت۔ غور فرمائیے دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ اور یہ زنا اور نکاح والا فرق ہے یا نہیں؟

اگر آپ علمائے اہلسنت کے ارشادات سے مطمئن نہ ہوں تو لیجئے شیخ الطائفہ شیخ طوسی (۳۶۰ھ) سے بھی سُن لیں اور ہمارے دلائل کی تائید کریں معالیٰ بن خنیس کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر سے پوچھا۔

جعلت فداک کان المسلمون علی عهد النبی صلی اللہ علیہ والہ
یتزوجون بغیر بقیۃ؟ قال لا۔

ترجمہ میں آپ پر قربان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ متد بغیر گواہوں کے ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا: نہیں (یعنی گواہ ہوتے تھے) شیخ الطائفہ کہتے ہیں۔

انفع ما تزوجوا الا بینه و ذاک هو الافضل۔

ترجمہ کہ وہ لوگ بغیر گواہوں کے نہ کرتے تھے اور یہ ہی افضل ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں جس نکاح موقت کی اجازت تھی اس میں دو گواہ ہوتے تھے اور ان لوگوں نے گواہوں کے بغیر نکاح موقت بھی نہ کیا تھا مگر ان سب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح موقت کی حرمت کا اعلان بھی فرمادیا۔ کہاں نکاح موقت اور کہاں متد۔ آخر اللہ کرے کہ اجازت نہ تو پہلے تھی نہ بعد میں اور نہ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

(۴) — نکاح موقت کی یہ اجازت بھی ایک اضطراری حالت کے ضمن میں تھی نہ یہ کہ ہر شخص کو اس کی اجازت تھی۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہ جن کو سب زیادہ یہ لوگ اپنے استاد لال میں پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ نکاح موقت بھی کس حالت کے لیے تھا، اور اس کی نوعیت کیا تھی؟ جب آپ کی طرف سے متد کے مطلق

حلال ہونے کا اعتبار کیا گیا تھا۔

والله ما بهذا اُفْتُيْتُ ولا هذا اُردت ولا اُحِلَّت منها الا ما احل
الله من المبيحة والدم ولحم الخنزير

ترجمہ: خدا نے پاک کی قسم میں نے یہ فتوے نہیں دیا اور نہ میرا یہ مطلب تھا
کہ میں نے اس کے حلال ہونے کو بیان کیا جو کہا وہ ایسا ہے جیسے خدا
نے مردار کا گوشت اور خون اور سور کا گوشت حلال کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ سے آپ کے غلام نے کہا یہ اجماعت تو انتہائی اضطراری
حالات میں ہی تھی؟

آپ نے فرمایا: نعم۔ ہاں

یعنی یہ صرف اضطراری حالت سے متعلق تھی۔

ابن ابی عمرہؓ بھی کہتے ہیں۔

انہا كانت رخصة في اول الاسلام لمن اضطر اليها كالميتة والدم ولحم
الخنزير ثم احكم الله الدين ونهى عنها

ترجمہ: ابتدائے اسلام میں نکاح موقت کی رخصت تھی مگر اس کے لیے جو کہ

انتہائی مجبور ہو جیسے (حالت اضطرار میں) مردار کا گوشت، خون اور سور کا
گوشت ہر تلبہ پھر اللہ نے دین کو محکم کر دیا اور اس سے (بھی) روک دیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس نکاح موقت کے مطلق حلال

ہونے سے انکار کرتے ہیں اور نہ آپ کا یہ مطلب کبھی تھا۔ بلکہ آپ کے نزدیک اس کی اباحت ضرر

ایک اضطراری حالت کے پیش نظر تھی کہ جس طرح کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں مردار
سور کا گوشت کھاتا ہے یا خون پیتا ہے تو اس پر شریعت کی گرفت نہیں لیکن اس کو حلال سمجھ

کر ہی کھاتے رہنا، یہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہ تھا یہ احکام ایک غیر اختیاری اور اضطراری حالت
سے متعلق ہیں نہ کہ اختیاری اور غیر اضطراری حالت سے متعلق۔ مگر یا حضرت ابن عباسؓ اس

باحث کے درپردہ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرما کر اسے مُردار، سور کے گوشت اور خون کے ساتھ ملارہے ہیں۔

لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب کرام کے ارشادات اور دلائل کے بعد اپنے اس قول سے بھی رجوع فرمالیا اور اُس کی حرمت عام کر دی۔ اسے کسی صورت میں بھی درجہ جواز میں نہ رہنے دیا۔

⑤ — نکاح موقت کی یہ اجازت بھی صرف حالت سفر سے متعلق تھی، اپنے شہر میں رہنے والے لوگوں کو اس کی ہرگز اجازت نہ تھی، حضرت امام محمد ری (۳۲۱ھ) لکھتے ہیں:۔

كُلُّهُوَ الَّذِيْنَ رَوَوْا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلَاقُهَا اجْزَاؤُهَا كَانَتْ فِي سَفَرٍ وَالنَّهْيُ لِحَقِّهَا فِي ذَلِكَ السَّفَرِ بَعْدَ ذَلِكَ فَتَمْنَعُ مِنْهَا وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَحْجِزُهَا كَانَتْ فِي حَضَرٍ وَكَذَلِكَ رَوَى عَنْ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔
ترجمہ: جن لوگوں نے حضور سے منع کی اجازت کو نقل کیا ہے ان سب نے یہی کہا ہے کہ یہ وقتی اجازت صرف حالت سفر میں ملی تھی اور پھر اس سفر میں اس کی ممانعت کا اعلان ہوا اور اس سے روک دیا گیا اور کوئی ایک بھی ایسا نہیں، جس نے کہا ہو کہ یہ اجازت حالت حضر یعنی اپنے شہر میں بھی تھی، جیسا کہ ابن مسعود کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ حالت سفر سے متعلق تھا۔
حضرت امام حازمی (۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:۔

وَأَمَّا كَانَ ذَلِكَ فِي سَفَرٍ هُوَ وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَاحَةً لِمَعْرِفَةِ بَيِّنَتِهِمْ بِهِ

ترجمہ: اور یہ اجازت حالت سفر سے متعلق تھی اور ایک روایت بھی ایسی نہیں ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھروں میں رہنے کی حالت میں بھی اجازت دی تھی یعنی صرف حالت سفر میں ایسا ہوا تھا۔

احادیث کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ پھر حالت سفر میں مکمل نمانت ہی آگئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں سے الگ ہو جانے کا حکم دیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ ۔

① یہ معاملہ سفر سے متعلق تھا، حضر میں اس کی کوئی عورت نہ تھی

② اور پھر حالت سفر میں بھی اس کی حرمت واقع ہو چکی۔

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی کے مطابق قیامت تک اس کی حرمت بیان کر دی ہے خواہ وہ حضر میں ہو خواہ سفر میں، اب یہ ہر حالت میں ممنوع ہے۔
ایرانی صدر ستر سنجانی کے بیان میں ان تمام تصریحات سے قطع نفرت کھلے عام تھپی دے دی گئی کہ جو جہاں ہے وہیں متنع کر سکتا ہے۔ حالانکہ یہ وقتی اجازت سفر میں تھی اور وہ بھی ممنوع ہو چکی ہے۔ ایرانی صدر نے اس اعلان کے ذریعہ شریعت محمدیہ کے چہرہ کو مسخ کرنے کی بڑکوشش کی ہے وہ مددِ جہالتِ مذمت ہے۔

⑥ — نکاح موقت میں مہلی کے بعد اس بات پر بھی پابندی تھی کہ نکاح موقت کرنے والی جذباتی کے بعد ایک مرتبہ ایام ماہواری تک کسی دوسرے سے نکاح موقت نہ کرے تاکہ دوسرے مرد کے نطفہ کے اختلاط سے محفوظ رہے۔ حضرت محمدؐ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔

هل عليها عدة قال نعم حيضة۔

ترجمہ کیا اس نکاح موقت کرنے والی عورت پر عدت ہے، آپؐ نے فرمایا کہ ہاں اس پر ایک حیض کا انتظار کرنا ہے۔

جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس عورت کو حمل قرار پا گیا تو پھر یہ بچہ اس کے باپ کے نام سے پہچانا جائے یہی وجہ تھی کہ ولی اور گواہوں کا موجود رہنا ضروری تھا۔ تاکہ ان حالات میں وہ اس بات کی گواہی دے سکے کہ یہ بچہ تیرا ہی ہے۔

مگر شیخ اثنا عشریہ کی اصطلاح میں جو متنع ہے اس میں نہ گواہوں کی ضرورت ہے، نہ ولی کی اور نہ اعلان کی، جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر عورت کو حمل قرار پا گیا تو بچہ کا باپ کوئی نہیں؟

ایک صورت نواہ کے عرصہ میں یہ معلوم کئے لوگوں سے متعہ کرے گی۔ اس حالت میں کیا کوئی مرد اس نطفہ کی ذمہ داری لینا منظور کرے گا کہ یہ بچہ میرا ہی ہے؟

ابتداء میں جو صورت بھی ہو اب اسلام میں نکاح موقت کی اباحت کو بھی منسوخ کر دیا گیا۔ اور قیامت تک کے لیے اس کی حرمت کا اعلان کر دیا گیا۔ اس لیے اب اس صورت کی اجازت دینا ایک شرعی حکم کی صریح مخالفت کر کے فسق و فجور اور بے شرمی و بے حیائی کی راہ کھولنا ہے اور اسلام اس کا سخت مخالف ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس اباحت کے قول کو مذکورہ بالا تشریحات کے پیش نظر پرکھا جائے۔ پھر فیصلہ کریں کیا سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اب بھی اس کا صباغ ہونا تسلیم کرتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ قرآنی آیات کے پیش نظر سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ، سیدنا محمد بن حنفیہؓ، اور دیگر صحابہ کرامؓ سے سبقت و مباحثہ کے بعد آپ نے اس نکاح موقت کی اباحت والے قول سے بھی رجوع فرمایا تھا اور تائب ہونے کا اعلان فرمایا تھا۔ اس صراحت کے بعد سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو قائلین جواز میں گردانا عریضاً خلع اور بہتان عظیم ہو گا۔

شیعہ علماء کی پہلی دلیل

شیعہ علماء کی جانب سے انتہائی اجرو ثواب حاصل کرنے کے لیے متعہ کے حلال اور جائز ہونے پر چند دلائل دیئے جاتے ہیں۔ آئیے ان دلائل پر بھی ایک سرسری نظر ڈالیں۔

شیعہ علماء کا کہنا ہے کہ متعہ ہمیشہ کے لیے حلال ہے یہ کبھی حرام نہ ہوا۔ وہ اپنے استدلال میں قرآن کریم کی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ اجورهن فممنه ولا جناح عليكم

فما تراضيتن به من بعد الفريضة۔ (پہ انسا ع ۴۲)

شیعہ حضرات کے امام المحدثین سے لے کر تمام چھوٹے بڑے محدثوں، مفسروں، فقیہ اور

مجتہدوں نے اسی ایک ہیئت کا سہارا لیا ہے اور متعہ کا حلال ہونا بیان کیا ہے۔

الجواب۔ تاہم یہ کہہ دینا چاہیے کہ اس آیت سے متعلق تشریح بڑھ چکی ہوگی کہ اس آیت کا شرعی متعہ سے ہرگز ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے اس آیت میں یہ بات بیان کی جا رہی ہے کہ حلال عورتوں سے نکاح کرو اور جب تم ان سے جنسی فائدہ اٹھاؤ تو مہر بھی ادا کر دیا کرو۔ مالِ منسل کی کرشمہ نہ کرو۔ قرآن پاک کی اس آیت کے سیاق و سباق کو ملا کر پڑھیے تو پتہ چل جائے گا اس آیت میں متعہ اصطلاحی کا نہ تو بیان ہے اور نہ گنجائش بلکہ دیکھا جائے تو یہ بھی آیت متعہ کی حرمت واضح کر دیتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں محصنین اور عینِ صافحین کے الفاظ اس کی حرمت کو واضح کر رہے ہیں کہ اس کا نکاح مقصدِ وقتی اور مستی نکالنا نہ ہو بلکہ قیدِ احسان میں رکھو (یعنی دائمی بیوی بنا کر رکھو) محض شہوتِ پوری کرنا بھی مقصود نہ ہو جب کہ شرعی متعہ میں نہ تو متعہ والی عورت کو بیوی کا درجہ ملتا ہے نہ بیوی کے حقوق بلکہ مقصدِ مستی ہی نکالنا ہوتا ہے۔

نور فرمائیے قرآن پاک کی مذکورہ آیت کریمہ رحمت، متعہ پر دلالت کر رہی ہے یا حرمت متعہ پر (ظاہر ہے کہ حرمت متعہ پر) اور اگر شیعوں کا متعہ اصطلاحی مراد لیا جائے تو پھر اس آیت کی ترکیب ہی بگڑ جائے گی اور ماقبل کی آیت و الفاظ سے صریح تعارض لازم آئے گا کہ اول تو نکاح اور شرائطِ نکاح کا ذکر ہو اور آخر میں بغیر کسی شرط کے عورتوں سے شہوانی اختراع کی اجازت دے دی جائے؟

○ علاوہ ازیں قرآن پاک کی دوسری آیات میں صراحت یہ بات بیان کر دی گئی ہے کہ بیوی اور مملوک باندی کے علاوہ کسی اور غیر محرم کے ساتھ اس قسم کے جنسی تعلقات کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں ہے۔

○ شیعہ علماء کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اس مقام پر م.ت.ع. اور اس کے بعد اس جو روئے کج ملا کر شرعی متعہ سمجھ لیا اور اس کے درپے ہو گئے کہ یہ حلال ہے اپنے اسی قول کی لالچ رکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلبیت کی جانب فضائل و مناقب کی روایات وضع کیں تاکہ متعہ کے حلال ہونے کو تقویت مل سکے۔

گمراہ فوس کہ انہیں اس کا ہرگز خیال نہ آیا کہ جو فعل ایک غیرت مند امتی برداشت نہیں کر سکتا کیا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلبیت کی غیرت برداشت کر لیتی تھی؟

بہر حال اس آیت کا متعہ اصطلاحی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس آیت سے متعہ کی حرمت واضح ہوتی ہے۔

دوسری دلیل اور اس کا جواب

شیخ علماء کہتے ہیں کہ اس آیت کا نزول اس طرح ہوا تھا، خدا استمتعہ بہ منہن الی اجل مسمیٰ جس میں وقتی متعہ کی اجازت تھی اور یہ روایت سنیں کی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ متعہ جائز ہے۔
اجواب :

① قرآن پاک سنیں اور ضعیفہ حضرات کے گھروں میں موجود ہے کیا کوئی شخص قرآن کریم سے مذکورہ آیت الی اجل مسمیٰ کے ساتھ پیش کرنے کی جرأت کر سکے گا؟
② جہاں تک شیعوں کے قرآن کا تعلق ہے تو ہم ان کے دعوے کو مد نظر رکھ کر یہ گزارش کریں گے کہ وہ اصلی اور صحیح قرآن جو ضعیفہ عقیدے کے مطابق امام غائب کے ساتھ غائب ہے نکال کر دکھائیں۔ سردست جو قرآن عام گھروں میں موجود ہے اس میں تو الخ — اجل مسمیٰ کی قید نہیں ہے۔

③ علمائے اہلسنت کی کتابوں میں اگر اس قسم کے اقوال ملیں تو ان کی حیثیت قرآن شاذہ کی ہوگی۔ قرآن شاذہ سے متعہ کی ایاحت ثابت کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ اور تفسیر کو قرآن کی آیت کہہ دینا کتنی ناانصافی ہوگی۔

علامہ مازنیؒ فرماتے ہیں کہ الی اجل مسمیٰ والی قرأت شاذہ روایت ہے اسے قرآن نہ سمجھو
ہذہ شاذہ لا یحتج بہا قرا نا ولا خبلا ولا یلزم العمل بہا۔

حضرت علامہ شہاب الدین سید محمودؒ آلوئیؒ (۱۲۰۰ھ) متعہ کی حرمت پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

والقراءة التي ينقلونها عن تقدم من الصعوبة شاذہ۔

لے نو دی جلد ۴ ص ۴۷ روح المعانی جلد ۵ ص ۵۷

»باقی رہی، وہ عزرات جو بعض اصحاب سے منقول ہے (یعنی الی اجل مسمی) وہ شاذ ہے (قرآن نہیں)۔

علامہ قاضی محمد بن علی شوکانی (۱۲۵۰ھ) تشریح کرتے ہیں کہ:-

واما قراءة ابن عباس وابن مسعود وابن ابی بن کعب وسعيد بن جبیر
فما استمتعده به منهم الی اجل مسمی فلیست بقرآن عند مشر علی
الثوات ولا سنة لاجل روايتها قرأنا فیکون من قبیل تصدید الایة
ولیس ذلک بالحجة۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت سعید بن جبیرؓ
خدا استمتعده به منہم الی اجل مسمی والی جو عزرات ہے وہ قرآن الکی
آیت نہیں کیونکہ قرآن ہومے کے لیے تو اترکی شرط ہے اور یہ حدیث بھی
نہیں کیونکہ یہ روایت اس کا قرآن ہونا نقل کرتی ہے (ابتداء سے زیادہ)
یہ آیت کی تفسیر کے طور پر ہے اور تفسیر نفس اور حدیث کے مقابلہ میں حاجت نہیں
اس تشریح سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ الی اجل مسمی کی جو عزرات بعض حضرات صحابہ کرامؓ
سے منقول ہے وہ نہ تو قرآن ہے اور نہ قرآن میں پائی جاتی ہے اس کی زیادہ سے زیادہ حیثیت
قراءة شاذہ کی ہوگی جو منسوخ ہے یا پھر اس کو تفسیر کا درجہ دیا جائے گا۔

④ اس آیت کی تشریح میں الی اجل مسمی کو تفسیر کا درجہ بھی دیا جائے گا تو اس کا مطلب ہرگز
وہ نہ ہوگا جو شیعہ علماء بیان کرتے ہیں کیونکہ اس سے نکاح دائمی اور نکاح موقت کا فرق ختم ہو
جائے گا حرمت تاہیدی کے مقابل ہم یہاں مدت وقتی کیے مرد لیں مولانا محمد ادریس عابدیؒ کا مذہبی
تحریر فرماتے ہیں کہ:-

»الی اجل مسمی« استمتعہ کی نایست ہے اور لفظ اجل محکومہ ہے جو قبل
و کثیر سب کو شامل ہے ایک ساعت قلیل سے لے کر زمانہ دراز تک کو اجل کہہ
سکتے ہیں اور استمتاع کے معنی استماع کے ہیں مطلب آیت کا یہ ہے کہ نکاح

صحیح کے بعد جس قدر اور جتنی مدت بھی تم کو استمتاع اور انتفاع کی نسبت آئے تم کو سارا مہر لازم ہوگا۔ نکاح کے بعد جس شخص نے منکوحہ سے اہل طویل اور مدت دراز تک استمتاع اور انتفاع کیا جس طرح اس پر پورا مہر واجب ہو جاتا ہے اسی طرح اس شخص پر بھی پورا مہر واجب ہوگا جس نے نکاح صحیح کے بعد اپنی منکوحہ سے استمتاع یا انتفاع قلیل کیا ہو یعنی بقدر خلوت صحیح اس سے منتفع ہوا ہو۔

اس سے پتہ چلا کہ اگر الی اجل مسیحی کو تفسیر کے درجہ میں رکھا جائے تو بھی مراد ہرگز ہرگز متعہ اصطلاحی نہ ہوگا۔ کیونکہ نظم قرآن اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں نکاح صحیح کے بعد مہر کا بیان ہے نہ کہ اجرت متعہ کا۔ اور سیاق و سباق میں اسی جانب اشارہ ہے کہ تم سورتوں سے نکاح صحیح کرنے کے بعد خواہ اس سے کچھ عرصہ تک منتفع ہو یا عرصہ دراز تک، بہر حال مہر پورا واجب ہوگا مگر انوس کہ شیعہ علماء نے نہ تو استمتاع کی غایت سمجھی اور نہ انتفاع کی نہایت پس متعہ اصطلاحی مراد لے کر قرآن کریم کے ساتھ صریح زیادتیاں کا ارتکاب کیا۔

بہر حال الی اجل مسیحی کو قرآن یا حدیث کا درجہ دنیا کسی طرح ٹھیک نہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی (۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں: ہم کہیں گے کہ یہ اس نفل کو لاتے ہیں جو بالاجماع قرآن میں نہیں اور قرآن کو تراویح باجماع شیعہ اور سنی شرط ہے اور حدیث پیغمبر کی بھی نہیں ہے۔ پھر کس چیز کو دستاویز بنائیں گے۔ حدیث کہ کوئی روایت شاذ و منسوخ شدہ ہوگی ایسی روایت کو قرآن کے مقابلے میں جو محکم اور متواتر ہے لانا اور قرآن کو جو محکم بالیقین ہے چھوڑ کر اس روایت شاذہ پر کہ اب تک کسی سند صحیح سے ثابت نہیں ہوئی بتک کرنا کس بات پر قیاس کیا جائے اور سنی شیعہ دونوں میں قاعدہ اصولی یہ ہے کہ جب دو دلیل قوت و یقین میں برابر یا ہم ٹیکہ کریں حلال و حرام میں تو حرمت کو مقدم کرنا چاہئے یہاں شیعہ جو دلیل دیتے ہیں وہ محض مجہول ہے اب

کب کسی نے یہ قرأت ہی نہیں سنی اور تمام عرب و عجم میں قرآن ہیں نہ کسی قرآن میں دیکھی بلکہ

حضرت علامہ موسیٰ بارہاندہ (۷۰) لکھتے ہیں :-

میری رائے میں زبان و ادب اور اس کے جملے کی عربیت دونوں کو اس بات سے انکار ہے کہ یہ آیت علیلہ متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ہم اس آیت کو بوز متعہ کے لیے مانیں تو اس جملے کی ترکیب ہی بگڑ جاتی ہے اور آیت کا نظم مختل ہو کر رہ جاتا ہے۔

اور اگر بالفرض اصل سہمی کی قرأت لے بھی لی جائے تو پھر احتمال یہ ہے کہ اس مدت کا تعلق مہر کی ادائیگی سے ہو نکاح سے نہیں اس احتمال کے ہوتے ہوئے مدت کو نکاح سے متعلق نہیں کیا جاسکتا حافظ ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی (۲۷۰ھ) لکھتے ہیں :-

ولو كان فيه ذكر الاجل لما دل ايضا على متعة النساء لان الاجل يجوز ان يكون داخلا على المهر فيكون تقدیرہ فدا دخلتم به منهن بهر الى اجل مسمى فانوهن مهورهن عند حلول الاجل۔

ترجمہ اگر اس میں اجل مسمیٰ مذکور بھی ہو تو بھی اس سے متعہ النساء ثابت نہ ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مدت کا تعلق مہر سے ہو۔ بایں تقدیر کہ جب تم ان عورتوں کے پاس جاؤ یک مہر کے ساتھ جو ایک خاص مدت تک تم نے اپنے ذمہ لیا تھا تو جب وہ وقت آجائے تو اس وقت تک تم یہ مہر ضرور ادا کر دو۔

شیعہ علماء کی تیسری دلیل

شیعہ علماء کے نزدیک جو آیت متعہ کی تیسری دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے :-

ما يفتح الله للناس من رحمة فلا محصل لها۔ (پاک فاطر ۷۸)

شیعی مفسر علی بن ابراہیم قمی (۲۰۵ھ) کہتا ہے کہ کوفہ کے ایک آدمی نے حضرت امام جعفرؑ

لے متعہ اثنا عشر مہراً اور دو ترجمہ لے الوشیعہ ۱۷۵ اور دو ترجمہ لے احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۲

سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

والمصلحة من ذلك .

شیعی مفسر مقبول احمد دہلوی بھی لکھتا ہے ۔

تفسیر فتمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اجازت متعہ بھی اسی رحمت کا ایک جز ہے ۔

الجواب ۱

① قرآن کی اس آیت پاک سے متعہ کے جواز کی دلیل حاصل کرنا ایک انتہائی غلامانہ اقدام ہے۔ اس آیت پاک کے سیاق پر نظر کریں تو واضح ہو گا کہ اس آیت سے متعہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس سے ما قبل کی آیت میں قدرت خداوندی کا بیان ہے اور اس آیت میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ خداوند قدوس کی قدرت کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ وہ چاہے تو بارشیں نباتات، عام رزق اتارے۔ اسی طرح روحانی رحمت جیسے پیغمبروں کا مبعوث فرمانا، کتابوں کا بھیجنا، اللہ تعالیٰ جب لوگوں پر اپنی رحمت کا دروازہ کھولے تو پھر کسی کی مجال ہے کہ اس کو بند کر سکے یعنی کسی میں یہ ہمت نہیں کہ بارش اور روزی کو روک سکے یا روحانی رحمت روک سکے۔ وہ بڑا ہی زبردست اور حکمتوں والا ہے۔ — علاوہ ازیں مابعدہ کی آیت پر بھی ایک نظر کیجئے تو اس میں بھی قدرت خداوندی کا بیان ہے۔ مگر افسوس کہ شیعہ حضرات نے ائمہ اہلبیت کے نام پر یہ روایت وضع کر لی ہے کہ یہاں رحمت سے مراد متعہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

② حیرت ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم کی پوری آیت پر نظر نہیں کرتے۔ صرف آیت کے ایک حصے سے اپنا خود ساختہ مسئلہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آئیے پوری آیت ملاحظہ فرمادیں ۔

ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا یصلک لہا و ما یمسک فلا یمرسلہ

من بعدہ و هو العزیز الحکیم ۔

اور اب اس آیت کا ترجمہ شیعہ مترجم فرمان علی سے ملاحظہ کریں ۔

لہ ترجمہ مقبول مسئلہ ۸۶

لوگوں کے واسطے جب اپنی رحمت کے دروازے کھول دے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا اور جس چیز کو روک لے اس کے بعد اسے کوئی جاری نہیں کر سکتا اور وہی ہر چیز پر غالب اور دانا و مینا حکیم ہے۔

اگر شیعہ مجتہدین اپنے دعوے پر اصرار کرتے رہیں تو سچان سے عرض کریں گے کہ پوری آیت کو سامنے رکھیں، اگر قبول آپ کے آیت کا ایک حصہ جواز متعہ کے لیے تھا تو دوسرے حصے کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ دوسرا حصہ تو اس کی تصریح نفی کر رہا ہے اور شیعہ مترجم کے ترجمہ کے یہ الفاظ ”جس چیز کو روک لے اس کے بعد اسے کوئی جاری نہیں کر سکتا“ متعہ کی حرمت کی کتنی واضح دلیل ہو جائے گی۔

کیا کوئی شخص اس بات کا تصور بھی کر سکتا ہے کہ الشرب العزت ایک ہی آیت کے ایک حصہ میں جواز متعہ بیان کئے اور دوسرے حصہ میں حرمت متعہ کو بیان کئے یہ تو معاذ اللہ تضاد کا شکار ہوتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ من هذه المغفوات والمخروقات)
حق یہ ہے کہ اس آیت کا متعہ سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ کوئی اس سے کہ جواز متعہ کی دلیل بنا سکتا ہے۔

شیعہ علماء کی چوتھی دلیل

شیعہ مجتہدین متعہ کے جائز اور حلال ہونے کے سلسلے میں بعض صحابہ کرامؓ کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے شیعہ مجتہدین کی کتابوں میں اور روزنامہ جنگ لندن میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کے حوالے سے کہا گیا کہ متعہ بالکل حلال ہے۔
الجواب:

① گذشتہ صفحات میں یہ بات پوری طرح واضح کر دی گئی کہ ابتدائے اسلام میں جن کجائز موقت کی اجازت تھی (یعنی وہ غیر ممنوع تھا)، وہ شیعہ مجتہدوں کا وضع کردہ متعہ نہ تھا۔ گو اسے متعہ سے ذکر کیا گیا ہے مگر باقاعدہ گواہ ہونے کے باعث وہ ایرانی متعہ نہ تھا۔ پھر

نہ ترجمہ قرآن ص ۱۷۰ از فرمان علی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح موقت کو بھی قیامت تک کے لیے حرام فرمادیا تھا۔

اب نکاح موقت نواہ بفسیخہ نکاح ہو یا بفسیخہ تمتع دونوں میں سے کوئی جائز نہیں ہے

② حضرت جابر بن عبد اللہ کے نزدیک یہ نکاح موقت گھریا شہر میں رہنے کی حالت میں نہ تھا کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ حضرت جابرؓ نے نکاح موقت کو مقیم کے لیے بھی جائز قرار دیا ہو۔ آپ کے ارشاد میں نکاح موقت کا ذکر ہے نہ کہ شیعہ متعہ کا۔ اور پھر آپ نے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی زبان سے ارشاد نبویؐ سنا تو آپ اس کے بھی قائل نہ رہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ اعتبار ادا و اخرا امور کا ہوتا ہے۔ العبرة بالخواتیم۔

③ حضرت جابرؓ چونکہ غزوہ خیبر کے موقع پر موجود نہ تھے اس لیے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کا جلد پتہ نہ چلا کہ یہ نکاح موقت بھی حرام ہو چکا ہے آپ یہی سمجھتے رہے کہ نکاح موقت کی اجازت ہے تا آنکہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اسکی وضاحت فرمائی۔

④ حضرت ابو لہبؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت جابرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے درمیان متعین (متعہ الحج اور متعہ الفداء) پر اختلاف واقع ہو رہا ہے حضرت جابرؓ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ جس وقت ہم آپ کے ہمراہ سفر پر تھے یہ کیا تھا پھر حضرت عمرؓ نے اس سے ردک دیا پس ہم نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا حضرت جابرؓ اس وقت کا حال بیان فرما رہے تھے جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے اور سائل کو یہ بتلانا چاہتے تھے کہ اس وقت یہ ممنوع نہ تھا سیدنا حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد (کہ متعہ حرام ہے) کو بالکل عام کر دیا تھا تا کہ اگر کسی شخص کو ممانعت کا علم نہ ہو اسے بھی خبر ہو جائے کہ اب نکاح موقت کی اجازت نہیں رہی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ ایرانی متعہ کے جواز کے بارگاہ قائل نہ تھے۔ بلکہ آپ اس واقعہ کی حکایت بیان کرتے ہیں جبکہ

لے صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۵۸

یہ ممنوع نہ تھا۔

⑤ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ایک طویل حدیث ہے جسے امام حازمیؒ نے نقل کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نہی عن المتعة فتواد عنا يومئذ النساء ولوفقد ولا نفود اليها ابداً۔
ترجمہ: متعہ سے منع فرمادیا تو اس دن عورتوں کو چھوڑ دیا اور پھر ایسا نہیں کیا اور نہ آئندہ ایسا کریں گے۔

اس روایت سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ حضرت جابرؓ کے نزدیک بھی متعہ (ککاحِ موقت) جائز نہ رہا تھا کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روک دیا تھا۔

⑥ علامہ ازیں حضرت جابرؓ ہی سے ممانعتِ متعہ کی روایات موجود ہیں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

والاجاب: جملہ من روی فی تحریرہا وحديثه حسن یحتج بہ۔
ترجمہ: حضرت جابرؓ سے حرمتِ متعہ کی روایات موجود ہیں اور آپ کی روایت کدہ حدیث حسن اور صحیح ہے جو کہ قابلِ بحث ہے۔

مذکورہ وضاحتوں کے باوجود بھی حضرت جابرؓ کو جوازِ متعہ کے قائلین میں شمار کرنا انصاف و دیانت کے خلاف ہے۔

شیعہ علماء کی پانچویں دلیل

شیعہ مجتہدوں کے نامور عالم جناب عبدالکریم مشتاق سیدہ حضرت اسماءؓ کا ایک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ۔

روالنساء والطحاوی عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما قالت فعلناھا علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فتح الملیم جلد ۲ ص ۴۲۲ تفسیر مظہری ص ۴۲۲ فتح الملیم جلد ۲ ص ۴۲۲
تفسیر مظہری از قاضی شہار آشوبانی ج ۲ ص ۴۲۲ ہم متذکرین کہتے ہیں و ص

اجواب :

① حضرت مولانا قاضی شہداء صاحب پاتی پتیؒ نے مندرجہ بالا روایت نسائی اور طحاوی کے حوالے سے نقل فرمائی ہے۔ یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ نسائی شریف میں حضرت اسماءؓ سے مروی اس روایت کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ سو ہمیں اس کی سند معلوم نہ ہو سکی۔ ممکن ہے قاضی صاحب نے اسے امام نسائی کی سنن کبریٰ سے لیا ہو تاہم اس کی سند دیکھنی ضروری ہوتی ہے۔

② جہاں تک طحاوی شریف کا تعلق ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کتاب میں حضرت اسماءؓ کے دو قول ملتے ہیں ایک متعہ الحج کے بارے میں اور ایک متعہ النساء کے بارے میں۔ مگر متعہ النساء کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اسماءؓ کے اس ارشاد کا مطلب متعہ الحج ہے نہ کہ متعہ النساء (اور خود شیعہ مؤرخ مسعودی نے بھی مروج الذہب میں اسے تسلیم کیا ہے)۔

③ فغلناہا سے مراد کیا ہے متعہ الحج، نکاح موقت یا شیعہ متعہ ظاہر ہے کہ اس میں حضرت اسماءؓ اپنا ذاتی فعل بیان نہیں کر رہیں۔ یہ قوی تاریخ بیان کرنے کا ایک اسلوب ہے آپ نکاح موقت کے بارے میں جو ابتدائے اسلام میں غیر ممنوع تھا، بیان فرما رہی ہیں کہ اس دور میں ایسا ہوتا تھا اور بس آپ کے بیان کا یہ منشاء سبب نہیں کہ اب بھی اس کی اجازت ہے یا معاذ اللہ آپ نے ایسا کیا تھا۔

حضرت اسماءؓ نے عرب اسلوب کے مطابق ایک حکایت نقل فرمائی ہے نہ کہ اپنی ذات کا بیان کیا ہے مزید اطمینان کے لیے ہم ایک مثال سے اس کو واضح کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں :-

عن اسماء قال قالت نضرنا فرساعلى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاكلناه۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے شرح بخاری میں ”ذبحنا“ والی روایت بھی نقل فرمائی ہے۔

ترجمہ حضرت اسماءؓ سے روایت ہے ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں گھوڑا ذبح کیا اور ہم اسے کھا گئے۔

شیعہ مجتہدین اس سے یہی سمجھتے ہوں گے کہ پورا گھوڑا حضرت اسماءؓ نے ہی کھایا ہوگا اور پھر اسی گھوڑے کا ماتم ہر سال کرتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ اسے کیوں کھا گئیں اور اسے کچھ دیکھ کر روتے ہیں۔

مذکورہ بالا روایت میں حضور (ہم نے کھا لیا) اور ذبحنا (ہم نے ذبح کیا) کے الفاظ سامنے رکھتے ہو تو ان کا اونٹ کو کھانا اور جانوروں کو ذبح کرنا اس دور میں نہ تو معروف تھا اور نہ ایسا ہوتا تھا مرد ہی جانوروں کو کھرا اور ذبح کیا کرتے تھے۔ حضرت اسماءؓ اس حدیث میں ایک واقعہ کی حکایت نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑوں کو کھرا اور ذبح کیا جاتا تھا۔ آپ کا یہ مطلب یہ نہیں کہ میں جانوروں کو کھرا اور ذبح کرتی تھی۔

اس اسلوب بیان سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ فضلنا ہمارے حضرت اسماءؓ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک وقت تک متعہ (یعنی نکاح موقت) ہوتا رہا ہے اور یہ ممنوع نہ تھا اور لوگ کیا کرتے تھے۔

اگر شیعہ مجتہدین مذکورہ وضاحتوں سے بھی مطمئن نہ ہوں تو پھر ہمیں سیدنا حضرت علیؓ کے اس ارشاد گرامی کی وضاحت کرنی پڑے گی آپ فرماتے ہیں۔

لقد كنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله نقتل ابلونا وابناؤا
اخواننا واعمامنا۔

ترجمہ۔ بے شک ہم حضورؐ کے ساتھ اپنے باپوں بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے۔

غلا کشیدہ الفاظ سامنے رکھنے اور ثابت فرمائیے کہ کیا سیدنا علیؓ التفسیٰ نے اپنے والد محترم خواجہ ابوطالب اور اپنے بھائیوں اور چچاؤں کو حضورؐ کے ساتھ ہو کر قتل کیا تھا۔
و قتل کا معنی یہ ہے ہم قتل کرتے تھے۔

لے ہنچ البلاقۃ جلد امثالہ

شیعہ سنی دونوں مانتے ہیں کہ آپ نے انہیں قتل نہیں کیا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ اس زمانہ کے حالات بیان فرما رہے ہیں (کہ اس دور میں لوگ دین کے لیے اپنے باپ بیٹے بھائی اور چچا تک کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ نہ یہ کہ آپ اپنی ذات کا ذکر کر رہے ہیں۔ (خافعو تدبر)

سو کسی صاحبِ علم کو یہ بات ہرگز زیب نہیں دیتی کہ سیدہ حضرت اسماءؓ پر بہتان لگائیں اور اپنی خواہشات کی ترویج کے لیے حضرت اسماءؓ کو بدنام کریں۔

مروج الذہب سے استدلال کا جواب

شیعہ مجتہدین کہتے ہیں کہ تاریخ مسعودی میں لکھا ہے کہ جناب عبداللہ بن عباسؓ نے جناب عبداللہ بن زبیرؓ کو کہا تھا کہ متعہ تجھے کیوں پہنچتا ہے ؟

سل املک تخبرک فان اول متعہ سطح مجرہا بین املک و اہلک۔
مسئلہ متعہ اپنی ماں سے پوچھ لے پہلی انگلیٹی متعہ سے تیری ماں اسماء اور باپ زبیر میں گرم ہوئی تھی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابو بکرؓ کی بیٹی اسماءؓ نے متعہ کیا تھا۔

اجواب :

شیعہ مجتہدین نے مسعودی کی مروج الذہب کا حوالہ نقل کرنے میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ قصہ متعہ اسحٰج کا ہے متعہ النساء کا نہیں جس جگہ مذکورہ عبارت موجود ہے اس کے بالکل ساتھ قرینہ الفاظ موجود ہیں۔

یرید متعہ الحج یعنی اس سے مراد متعہ اسحٰج ہے۔

پوری عبارت دیکھیں

کیونکہ متعہ کی پہلی انگلیٹی اس انگلیٹی سے روشن ہوئی جو تیری ماں اور تیرے باپ کی تھی اس سے مراد متعہ اسحٰج ہے۔ نہ

شیعہ مجتہدین کا یہ کہنا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ متعدّد کی پیداوار تھے انتہائی غلط بیانی ہے۔
 — زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ کا نکاح ایک ایسی کھلی حقیقت ہے کہ تقریباً تمام مؤرخین اور مذکرہ
 نگاروں نے اسے ذکر کیا ہے۔ ثرد السعدی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ حضرت زبیرؓ
 اور حضرت اسماءؓ کی باقاعدہ شادی ہوئی تھی اور اس وقت حضرت اسماءؓ کنواری تھیں۔
 لان الزبیر تزوج اسماء بکرا فی الاسلام و ذ وجہ ابو بکر معلنا
 فکیف تكون متعة النساء۔

ترجمہ۔ حضرت زبیرؓ نے حضرت اسماءؓ کے ساتھ باکرہ ہونے کی حالت میں
 اسلام میں شادی کی تھی اور حضرت ابو بکرؓ نے کھلے عام یہ شادی کرائی تھی۔
 پس اس سے کیسے متعہ النساء ثابت ہو سکتا ہے۔

اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ کے درمیان رشتہ
 نزدیک کا تھا متعہ کا نہیں۔

محاضرات راغب سے استدلال کا جواب

شیعہ مجتہدین محاضرات راغب کے حوالہ سے بھی حضرت اسماءؓ پر متعہ کا الزام لگانے
 ہیں ان کا مجتہد اشیر جازدی لکھتا ہے۔

محاضرات راغب جلد ۲ ص ۹۷ اٹھا کر دیکھیں عظیم صحابی زبیر بن العوامؓ اور
 علیہ القدر صحابیہ اسماء بنت ابی بکرؓ خواہرام المؤمنین عائشہؓ نہ صرف
 حضرت عمرؓ کی قلبی مخالفت کرتے ہیں بلکہ حکم متعہ پر عمل کر کے ان کا رد کرتے
 ہیں جس سے عبداللہ بن زبیرؓ جیسا عظیم القدر سپوت جہنم لیتا ہے۔

الجواب؛

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو متعہ کی پیداوار قرار دینا شیعہ مجتہد کا بڑا جھوٹ ہے شیعہ
 مجتہد کے پاس اس کی کوئی مرتجع روایت نہیں ہے۔ انہوں نے السعدی کے دامن میں پناہ

لینے کی کوشش کی لیکن سعودی (باوجودیکہ ان کا ہم مذہب ہے) وہ بھی ان کے کچھ کام نہ
 آسکا۔ اب شیعہ مجتہد نے محاضرات راعب اصفہانی کے حوالہ سے اس الزام کو دہرایا ہے۔
 ہم اس الزام کے جواب میں لعنة الله على الكاذبین پڑھتے ہیں اور شیعہ مجتہد سے مطالبہ
 کرتے ہیں کہ اس کی سند پیش کرے۔

جہاں تک راعب اصفہانی کے مذہب کا تعلق ہے تو یاد رکھئے یہ شیعہ حکماء میں سے
 ہے۔ شیخ حسن بن علی الطبرسی (۵۰۰ھ) نے اپنی کتاب اسرار الامامہ کے آخر میں صاف لکھا ہے۔
 انه اى الراغب كان من حكماء الشيعة الامامية له مصنفات
 فائقة مثل المفردات في غريب القرآن و افانين البلاغة و
 المعاصرة۔

ترجمہ راعب اصفہانی شیعہ امامیہ کے حکماء میں سے تھا اس کی اعلیٰ تصانیف
 میں جن میں مفردات غریب القرآن افانین البلاغة و المعاصرة بھی ہیں۔
 اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ راعب اصفہانی شیعہ امامیہ تھا۔ سو اس کا قول شیعوں
 پر ترجیح ہو سکتا ہے اہلسنت پر نہیں۔ جب آپ اس کی مزید پڑتال کریں گے تو متعہ الحجج
 کے سوا کوئی حوالہ نہیں مل سکے گا۔

شیعہ علماء کی چھٹی دلیل اور اس کا جواب

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت عمران بن حصینؓ
 کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے ہرگز منع نہیں فرمایا اور متعہ کی ممانعت کا
 کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔
 اجواب ۱

شیعہ علماء کی یہ دلیل بھی ایک فریب اور مغالطہ ہے۔ لفظ متعہ سے یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ اس

۱۔ لکنی والالغاب جلد ۲ ص ۲۲۵ عیان الشیعہ جلد ۶ ص ۱۱۱ الذریعہ فی تصانیف الشیعہ جلد ۵ ص ۴

۲۔ ہم متعہ کیوں کرتے ہیں ص ۱ از مولوی عبد الکریم مشتاق شیعہ

میں متعہ النساء ہی مراد ہے قطعا بے بنیاد اور مذموم دعوے ہے کیونکہ حضرت عمران بن حصینؓ کا ارشاد متعہ الحج کے بارے میں ہے کہ متعہ النساء کے متعلق حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں حضرت عمران بن حصینؓ کے اس قول کو کتاب الحج میں بایں عنوان نقل فرمایا ہے۔

باب المتع علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت امام مسلمؒ نے بھی اس قول کو احادیث کے ضمن میں نقل کیا ہے۔
اس سے واضح ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ کے اس ارشاد کا تعلق متعہ الحج (حج تمتع) سے ہے متعہ النساء سے نہیں (عورتوں کے متعہ سے نہیں) حضرت عمران بن حصینؓ خود بھی حج تمتع کی تصریح کرتے ہیں۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے آپ نے متعہ الحج کے بارے میں کہا تھا۔
قال قال عمران بن حصین نزلت آية المتعة في كتاب الله يعني متعة الحج وامرنا بهما رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حتی مات

حضرت امام نوویؒ (۷۴۹ھ) ان تمام احادیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ تمام روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ کی اس سے مراد حج تمتع تھی۔
وهذه الروایات كلها متفقة علی ان مراد عمران المتع بالدمرة الى الحج جائز وكذلك القرآن

شیخ محمد بن حضرت عمران بن حصینؓ کے ارشاد کا نصف حصہ نقل کرتے ہیں بقی نصف شیرازہ سمجھ کر منہم کہ جاتے ہیں کیونکہ پوری حدیث میں متعہ النساء کا ذکر تو کیا اس کا اشارہ تک نہیں کیا اس میں کئی پیرایوں میں متعہ الحج کی تصریح ہے حدیث کے لفظ حصہ کو نقل کرنا اور اس کے ذریعہ اپنا مخصوص ”متعہ“ ثابت کرنا کہاں کا انصاف امد کہاں کی دیانت ہے

شیعہ علماء کی ساتویں دلیل

شیعہ علماء اور مجتہدین متعہ کے جائز ہونے پر یہ استدلال کرتے ہیں کہ حنفیوں کے بڑے امام صاحب بدایہ نے حضرت امام مالکؒ سے متعہ کا جائز ہونا نقل کیا ہے۔ اس لیے متعہ

لے صحیح بخاری جلد ۱۳ ص ۲۴۲ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۴۲ لے ایضاً ص ۲۴۲

وقع الاجتماع من جميع العلماء على محمد بن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما
ترجمہ: تمام علماء کا متفق کی حرمیت پر اجماع ہے سوائے راضیوں کے کہ
وہ متعہ کو حلال جانتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث نے او جز المسائل جلد ۴ ص ۲۵۴ میں حضرت امام نوویؒ نے شرح
صحیح مسلم میں بھی یہ بیان کیا ہے۔

شیعہ علماء کی آٹھویں، نویں اور دسویں دلیل کا جواب

بعض شیعہ مجتہدین متعہ کے جائز ہونے کی دلیل میں اصحاب ابن عباسؓ میں سے
حضرت ابن جریجؒ اور حضرت ابن خزمہؒ کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
ان کے نزدیک متعہ جائز تھا۔
الجواب ۱

① شیعہ مجتہدین کا یہ دعوے صحیح نہیں ہے سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے متعلق
گذشتہ صفحات میں تفصیلات عرض کی جا چکی ہیں جن میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن
عباسؓ چند شرائط کے ساتھ اباحت متعہ (یعنی نکاح موقت) کے قائل تھے مگر پھر آپؓ نے
اس سے رجوع فرمایا تھا۔ اس لیے آپ کے اصحاب میں اگر کوئی نکاح موقت کا قائل رہا
بھی تو اس کی ذمہ داری کسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ پر نہیں آتی۔ آپؓ نے اپنے قول سے
رجوع فرمایا تھا اور اسی نظریہ کو اپنایا تھا جس پر تمام تمام اہل حق کا اجماع ہے۔ قرآن و حدیث
سے یہی پتہ چلتا ہے کہ نکاح موقت کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ حضرت علامہ ابو عمرو یوسف بن
عبدالبرکاتؒ کہتے ہیں:-

اصحاب ابن عباس من اهل مكة واليمن على اباحتها ثم اتفق فقهاء
الامصار على تحريمها۔

ترجمہ: کما دین میں مقیم اصحاب ابن عباسؓ پہلے اباحت متعہ (یعنی نکاح موقت)،

رد فتح الباری جلد ۴ ص ۲۵۴ ۲۵۵

کے قائل تھے پھر جب ان کو صریح حدیث مل گئی اور ابن عباسؓ کا رجوع بھی معلوم ہوا تو تمام فقہاء کرام متعہ کی حرمت پر متفق ہو گئے (یعنی ان کے نزدیک بھی متعہ حرام ٹھہرا)۔

اس تصریح کے بعد اصحاب ابن عباسؓ کو قائلین جواز کی فہرست میں شامل کرنا سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔

② اسی طرح حضرت ابن جریج کا بھی ابتداء یہی نظریہ تھا مگر دلائل حرمت کے واضح ہونے پر آپ نے بھی اس سے رجوع فرمایا تھا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) بھی تحریر فرماتے ہیں کہ:-

وقد نقل ابو عوانہ فی صحیحہ عن ابن جریج انہ رجع عنہما

ترجمہ حضرت امام ابو عوانہ (۳۱۲ھ) نے اپنی صحیح میں اس بات کو نقل کیا ہے

کہ حضرت ابن جریج نے (اپنے ابا متعہ والے قول سے) رجوع کر لیا تھا۔

③ جہاں تک علامہ ابن حزمؒ کا تعلق ہے آپ کا بھی رجوع ثابت ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں:-

وقد اعترف ابن حزم مع ذلك بتحریمہا لثبوت قوله عليه السلام

حرام انی یوم القيامة

ترجمہ علامہ ابن حزم نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ متعہ حرام ہے کیونکہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ متعہ اب قیامت تک حرام ہے۔

غور فرمائیے اصحاب ابن عباسؓ حضرت ابن جریجؒ امام ابن حزمؒ متعہ کی حرمت کے قائل ہیں یا اباحت کے؟ ان تصریحات کے باوجود کوئی اپنی ضد پر اڑا رہے اور مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہتا رہے تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

حق یہ ہے کہ مذکورہ بالا اکابر بھی متعہ کی حرمت کے قائل ہیں جیسا کہ جہوہ رطل اسلام کا عقیدہ ہے۔

شیعہ علماء کی گیارہویں دلیل اور اس کا جواب

شیعوں کا مشہور مناظر مولوی عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب ”ہم متعہ کیوں کرتے ہیں“ کے مآ پر ایک عنوان یوں لکھتا ہے ”رسول مقبول نے متعہ کیا تھا“ اور اس کی دلیل میں لکھتا ہے۔
ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول مقبول نے متعہ کیا تھا۔ (مسند احمد جلد ۱ ص ۴۴)

الجواب ۱

العیاذ باللہ۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔

شیعہ لوگوں کا یہ سرور دو عالم سید العصور میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بڑا بہتان اور افتراء ہے۔ شاید ہی کسی غیر مسلم نے حضور پر ایسا کوئی بہتان باندھا ہو جن لوگوں کے نزدیک نفسانی خواہشات اور جسمانی لذات ہی حاصل زندگی ہوں۔ انہیں اس سے کیا غرض کہ ان کے بہتان کی زد میں کون کون آتا ہے جو لوگ عصمت انبیاء اور مقام نبوی سے نا آشنا ہیں۔ وہی اس قسم کے بہتان و افتراء گھڑ کر اپنے غلط عقائد کی ترویج چاہتے ہیں اور قارئین نے پچھلے صفحات میں ان کی وہ روایات بھی ملاحظہ فرمائی ہیں جن میں دعویٰ کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی العیاذ باللہ متعہ کیا تھا۔

جہاں تک مذکورہ بالا بہتان کا تعلق ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔ افتراء ہے بہتان ہے۔ اگر کسی شیعہ عالم میں جرأت ہو تو وہ مذکورہ بالا حدیث اپنے الفاظ میں پوری نقل فرمادیں اور شیعہ مولوی عبدالکریم مشتاق کی کچھ تو لالچ رکھ لیں۔

اس وقت ہمارے سامنے مسند امام احمد موجود ہے ہم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی تمام احادیث پر نظر دوڑائی ہے۔ ہمیں کسی جگہ بھی مذکورہ بالا عنوان اور اس کی دلیل میں ”متعہ النساء“ کے الفاظ نہیں ملے جہاں جہاں لفظ متعہ اس میں آیا ہے وہاں متعہ اسحٰج یعنی حج تمتع مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا تھا لفظ تمتع سے ”متعہ النساء“ مراد لینا اس کی ہمیں کوئی روایت نہیں ملی۔ اگر مجتہد مذکور اپنی پوری تسلی چاہتے ہیں تو وہ اپنی پیش کردہ روایت باب اور صفحہ کی قید سے ہمیں کچھ بھیجیں۔ ہم ان کی وضاحت کر دیں گے اور اگر ان کا مقصد صرف اپنی

شیعت ظاہر کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی قدر پر بہتان باندھنا ہے تو ہم اہلسنت ایسی اوجھی حرکت کی کبھی جہارت نہیں کر سکتے۔

شیعہ علماء کی بارہویں دلیل

شیعہ علماء حضرات امام ابن جریر طبریؒ (۲۵۵ھ) کی تفسیر میں سے چند اقوال نقل کرتے ہیں کہ متعہ حلال اور جائز ہے ۹
الجواب ۱

حضرت علامہ ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر میں اباحت متعہ کے بعض اقوال نقل کیے ہیں لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ اسلام میں متعہ النساء کی حلت موجود ہے یا موصوف حلت متعہ کے قائل تھے قطعاً غلط ہے۔ یہ تفصیلات آپ کے سامنے آچکی ہیں کہ بعض صحابہؓ لا علمی کی بنا پر کچھ وقت تک اباحت متعہ (یعنی نکاح موقت) کے قائل رہے ہیں۔ لیکن جب ان کے سامنے حق واضح ہو چکا تو انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع فرالیا۔ اب علامہ ابن جریر طبریؒ کا ان اقوال کو نقل کرنا متعہ النساء کو حلال ثابت کرنے کے لیے نہیں بلکہ تفسیل بیان کرنے کے لیے ہے۔ اس لیے شیعوں کا ان اقوال سے استدلال قطعاً درست نہیں جہاں تک علامہ ابن جریرؒ کا اپنا بیان ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے نزدیک یہ متعہ النساء مجاز نہیں۔ آپ اباحت اور ممانعت کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

داوٰی التاویلین فی ذلک بالصواب قادیل من تاوٰلہ فما نکحتمو
منہن فما معتموہن فالوہن اجورہن لقیام الحجۃ بتحریم اللہ تعالیٰ
متعۃ النساء علی غیر زوجہ النکاح الصحیح او الملک علی لسان
رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰

ترجمہ۔ (قرآن کی آیت فما استفتتکم فی و نزلت تفسیروں میں سے اولیٰ اور
بہتر تفسیر یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم نکاح کرو اور پھر ان سے مجامعت کرو

تو ان کو ان کے مہرہ اور دو کیونکہ نکاح صحیح اور مہرہ کی باندی کے سوا متعہ النساء کا حرام ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ثابت ہو چکا ہے اور اس پر محبت قائم ہو چکی۔

اس سے یہ جتنا ہے کہ حضرت علامہ طبریؒ نے متعہ کی اباحت و ممانعت میں سے ممانعت متعہ اور حرمت متعہ کے قول کو ترجیح دے کر یہ واضح کر دیا ہے کہ قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں متعہ النساء ہرگز مراد نہیں بلکہ نکاح صحیح مراد ہے اور متعہ کا حرام ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے ثابت ہو چکا ہے۔ حضرت علامہ طبریؒ کی اس تشریح کے بعد بھی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ صرف جواز متعہ کے قائل تھے۔

شیعہ علماء کی تیرہویں دلیل کا جواب

شیعہ مجتہدین کہتے ہیں کہ متعہ کو حنفیہ مرنے منع کیا تھا اور ایک امتی کے لیے کب جائز ہو سکتا ہے کہ نبی کے قول کو منسوخ کرے؟ اگر ان کے پاس ارشاد رسول نہ تھا تو انہیں متعہ حرام کہنے کی اجازت کس نے دی۔ یہ عمر کا فتوے ہے حضورؐ کا نہیں۔ مولوی عبدالکظیم مشتاق فیضی کا کہنا ہے کہ۔

حضرت عمرؓ نے اسے ممنوع قرار دیا حالانکہ یہ ممانعت بالکل غیر شرعی تھی کیونکہ حکم قرآن و سنت کے مطابق کوئی امتی اس کا مجاز نہیں ہے کہ شریعت میں خلاف قرآن و سنت تبدیلی کرے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ جناب ڈاکٹر کبیر صدیقی بھی یہی کہتے ہیں کہ۔
پابندی کا اجراء حضرت عمرؓ سے ہوا اور حضرت عمرؓ کوئی پیغمبر مقوڑے ہی تھے کہ ان کی بات حرف آخر ہو یہ ان کا اجتہاد ہی فیصلہ تھا۔

الجواب ۱

شیعہ علماء و مجتہدین کا مذکورہ دعویٰ قطعاً بے بنیاد ہے۔ متعہ کا حرام ہونا قرآن و سنت

۱۔ ہم متعہ کیوں کرتے ہیں؟ ص ۱۷۱۔ مفت روزہ فروعی لاہور ۸ جون ۱۹۹۱ء

سے واضح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر ارشاد مبارک بڑی صراحت سے ملتا ہے اس لیے یہ کہنا کہ متعہ کو صرف حضرت عمر فاروقؓ نے حرام کیا تھا صحیح نہیں ہے کیونکہ حرمت متعہ خود لسان نبوت سے ثابت ہو چکی ہے۔

② اگر بضرع محال سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں متعہ کی حرمت بیان کی اور اسے ممنوع قرار دیا تو اس سے یہ نہ سمجھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حرمت بیان نہ کی تھی اور اگر ایسا ہوتا بھی تو یہ نہ سمجھئے کہ آپ کا یہ حکم لائق اتباع نہ تھا سنی اور شیعہ دونوں اس حقیقت پر متفق ہیں کہ خلفاء راشدینؓ کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين۔

ترجمہ: تم پر لازم ہے کہ تم میری اور میرے خلفاء راشدینؓ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑو۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کو مضبوطی سے تھامنے کی تاکید فرمائی اسی طرح خلفاء راشدینؓ کے ساتھ بھی سنت کا قیام استعمال فرمایا اور اسے تھامنے کی تلقین کی ہے۔ شیعہ علماء اور شیعی محدثین بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

شیخ ابوالحسن دہلی لکھتے ہیں:-

فعلیکم بما عرفتم من سنتی بعدی وسنة الخلفاء الراشدين۔

صاحب کشف الغمہ علی بن عیسیٰ اردبیلی (۷۲۸ھ) بھی لکھتا ہے کہ حضرت حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ سے اس شرط پر صلح کی تھی کہ:-

علی ان یعمل فیہم کتاب اللہ تعالیٰ وسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم وسینة الخلفاء الراشدين۔

کہ آپ اپنی حکومت میں قرآن کریم اور سنت رسول اور سیرت خلفاء راشدینؓ پر عمل کریں گے۔

مثلاً سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں ایک شرابی کو اسٹی کوڑے کی سزا

۱۔ ترمذی جلد ۲ ص ۹۲ ۲۔ ارشاد اقطاب جلد ۱ ص ۳۳۳ ۳۔ کشف الغمہ جلد ۱ ص ۵۵

دی گئی حالانکہ دورِ حدیثی میں چالیس کی ستر تھی، مگر سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ اس حکم کی توثیق و تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

جلد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین و ابوبکر اربعین و عمر ثمانین
وکل سنة ۱۰

ترجمہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابوبکرؓ نے ستر اسی کو چالیس کوڑے کی ستر دی اور حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے کی اور یہ سب سنت ہے۔

اگر سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا یہ حکم اور یہ عمل کتاب و سنت کے خلاف تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ نے اس کی تصدیق کیوں فرمائی اور اسے وکل سنة میں کیسے داخل فرمایا اور پھر آپؑ نے اس پر عمل کیوں کیا؟ اگر یقین نہ آئے تو شیخہ حضرات کی حدیث کی کتاب فروع کافی مدخل الحدیث الشاہد الخمر، طبع کنٹریریہ بیان ملاحظہ فرمائیے:-

ان فی کتاب علی صلی اللہ علیہ وسلم یضرب شارب الخمر ثمانین ۱۰
ترجمہ: حضرت علیؑ کی کتاب میں ہے کہ شارب پینے والے کو اسی کوڑے لگائے جائیں۔

ان تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اگر خود اسے ممنوع قرار دیا تھا تو بھی آپ کے پاس اس کے لیے کوئی حکم رسالت مآب ضرور ہو گا۔ از روئے حدیث آپ کا اپنا عمل بھی سنت ہی ہے جو لائق اتباع ہے اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ جیسی شخصیت نے بھی اسی کو اپنا اصول مختصر دیا۔

② اب غور طلب بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے اجتہاد سے اسے ممنوع قرار دیا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارکؐ سنا کہ اس ممنوعیت کو واضح کیا ہے۔ روایات اس پر شاہد ہیں کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے بیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک پیش کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ والی خلافت ہوئے تو آپؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا:-

صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۰۷، مؤطا امام مالک ص ۱۵۵، المصنف عبد الرزاق ج ۱ ص ۱۰۷، منہج احمد ج ۱ ص ۱۰۷، تہذیب الخرج ص ۱۰۷، جامع ترمذی ص ۱۰۷
۱۰۷ فروع کافی جلد ۱ ص ۱۰۷

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمَتْعَةِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ
حَرَّمَهَا ۖ

ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دن کی اجازت دی تھی پھر آپ
نے اس کو حرام فرما دیا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا ارشاد جہتاً ذائقہ تھا بلکہ احادیث رسول آپ
کے پاس موجود تھیں اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہی سنایا کرتے تھے۔
حضرت امام بیہقیؒ (۸۵۵ھ) ایک روایت نقل فرماتے ہیں:-

صعد عمر المنبر فحمد الله واشتفى عليه ثم قال ما بال رجل ينكحون
هذه المتعة بعد نفي رسول الله صلى الله عليه وسلم عنها ۖ

ترجمہ حضرت عمرؓ منبر پر تشریف لائے اور آپ نے خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا
کہ ان کو کیا ہو گیا ہے جو نکاح متعہ کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس سے منع فرما دیا تھا۔

حضرت امام طحاویؒ (۳۲۱ھ) بھی فرماتے ہیں:-

خطب عمر رضي الله عنه عن المتعة ونقل ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم
فلم ينكح عليه ذلك منكم وفي هذا دليل على متابعتهم له على ما
نهي عنه ۖ

ترجمہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا پس آپ نے متعہ سے روکا اور متعہ کی حرمت کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے نقل کیا۔ وہاں جتنے صحابہ تھے کسی
نے بھی اس پر انکار نہ کیا۔ جو دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت عمرؓ نے جو نہی
فرمائی ہے اس سے سب متفق تھے۔

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجرؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ:-

انهم لم ينه عنها اجتهاداً وإنما نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم

ابن ماجة ۱۳۱ ۖ فتح الباری جلد ۱ ص ۲۰۹ ۖ ایضاً ص ۲۰۹ ۖ

ترجمہ: سیدنا حضرت عمرؓ نے اسے صرف اپنے اجتہاد سے نہ روکا تھا بلکہ آپ نے اپنی دلیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو نقل فرمایا جس میں آپ نے متعہ کی حرمت بیان کی تھی۔

ان مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں یہ امر بالکل عیاں ہو جاتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں متعہ کی جس حرمت کو عام اور واضح کیا تھا یہ آپ کا ذاتی اعلان نہ تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک کی پُر مٹی تائید ان کے پاس موجود تھی اور آپ نے اسی ارشاد نبوی کی روشنی میں حرمت متعہ کو اور زیادہ واضح کر دیا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ حضرت عمرؓ نے محض اپنے قیاس سے متعہ کو حرام قرار دیا تھا درست نہیں کیوں کہ لسان نبوت دہلیٰ ماحبہا الصلوٰۃ والسلام بہت پہلے اس کی حرمت بیان کر چکی تھی۔

یشلعی ترکش کا آخری تیر

شیعہ علماء متعہ کے جائز اور حلال ہونے کی حمایت میں کہتے ہیں کہ سنیوں کی کتابوں میں حرمت کی روایات پر اتفاق نہیں اس ضمن میں جو روایات ہیں ان میں ایک سے دوسری مختلف ہے کسی نے کوئی زمانہ بتایا اور کسی نے کوئی اس لیے تحریم متعہ محتاج دلیل ہے اور اس کا حرام ہونا واضح نہیں بلکہ

الجواب ا

اہل سنت والجماعت کی کتب احادیث اور دیگر کتابوں میں متعہ کی حرمت بہت ہی واضح طور پر بیان کی گئی ہے اور وہاں الی یوم القیامۃ کی تصریح بھی موجود ہے اب اس روایت سے منہ پھرنی شیعوں کو ہی زیب دے سکتا ہے اس کی حرمت کب اور کہاں ہوئی اس میں قطع اختلاف ہے لیکن حرمت واقع ہوئی یہ بات ان تمام روایات میں قدر مشترک ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ① بعض علماء کرام کی رائے ہے کہ اس کی حرمت غزوہ خیبر میں ہوئی پھر تین دن کے لیے اجازت ملی اس کے بعد ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا۔

② بعض اکابرین کی رائے کے مطابق متعہ کی حرمت فتح مکہ والے سال ہوئی۔

اس اختلاف کے باوجود دونوں جماعتوں کا اس پر اتفاق ہے کہ متعہ قیامت تک حرام کیا جا چکا ہے۔ سو اب اس کو حلال قرار دینا شریعت مطہرہ پر زیادتی کرنا ہے۔ محض وقت کی تعیین کے اختلاف کا سہارا لے کر متعہ کو حلال قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟

۳ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش میں کہ آپ کب پیدا ہوئے کتنا اختلاف ہے کوئی کوئی تاریخ بتاتا ہے اور دوسرے کوئی دوسری تاریخ بیان کرتا ہے کیا اس کا یہ مطلب آج تک کسی نے یہ لیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہی نہیں ہوئے۔ شیعہ ایسی بات کہیں تو بے شک ہم اتنی سیاہ جہالت میں نہیں آ کر سکتے۔

۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر معراج پر تاریخوں کا کتنا اختلاف ہے۔ اب کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ آپ کو معراج کی سیر کروائی ہی نہیں گئی۔

آئیے وقت کی تعیین کے اختلاف کے بارے میں بھی کچھ معلومات حاصل کر لیں۔

① جن حضرات اکابر نے غزوہ خیبر میں متعہ کا حرام ہونا بیان فرمایا ہے ان کا کہنا ہے کہ غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روک دیا تھا پھر فتح مکہ کے وقت اس کی اجازت ملی کہ چونکہ جو احکام موقع جنگ سے تعلق رکھتے ہیں وہ وقت گزرنے پر پھر بحال ہو سکتے ہیں فتح مکہ چونکہ بغیر جنگ کے ہوئی اس لیے اس وقت نکاح موقت کا یہ جواز ہمیشہ کے لیے اٹھایا گیا۔ آپ نے اسے ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا۔ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام نوویؒ حضرت امام بخاریؒ اور دوسرے حضرات کا یہی رجحان ہے کہ اجازت دو مرتبہ ملی پھر ختم ہو گئی۔ بلکہ حضرت امام شافعیؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ متعہ (یعنی نکاح موقت) کے علاوہ اسلام میں کوئی اور ایسی چیز مجھے معلوم نہیں کہ اس کو حرام کیا گیا ہو۔ پھر اس کی اجازت دے دی گئی ہو اور پھر اس کو ہمیشہ کے لیے حرام کیا گیا ہو۔

یعنی ان حضرات کے نزدیک متعہ کی حرمت خیبر میں ہوئی۔ پھر تین دن کی اجازت ملی۔ پھر ہمیشہ کے لیے اس کی حرمت قائم کی گئی۔

③ جن حضرات کے نزدیک متعہ کی حرمت فتح مکہ کے وقت ہوئی ہے ان کا کہنا ہے کہ

غزوہ خیبر میں اس کی حرمت کا ہونا درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ دیگر احادیث کو مد نظر رکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہاں (یعنی خیبر میں) ممانعت کا یہ تعین متعہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ البتہ خیبر میں پالتو گدھوں کے گوشت کی حرمت ضرور بیان ہوئی۔ اور جہاں تک متعہ النساء کا تعلق ہے یہ اس کے علاوہ ہے اور یہ فتح مکہ میں ہوئی۔ حضرت سالم بن عیینہؓ، حضرت ابو عوانہؓ، حضرت امام سہیلیؒ، حضرت علامہ ابن عبدالبرؒ، علامہ حافظ ابن القیمؒ کا یہی مذہب مختار ہے کہ متعہ کی حرمت دو بار نہیں، ایک ہی مرتبہ ہوئی ہے اور وہ فتح مکہ والا سال ہے۔ بیان کر کے دے دے اگر آئندہ دونوں حرموں کو یکجا بیان کر دیں تو اس میں سہو راوی کا گمان ہو سکتا ہے۔

مؤخر الذکر علماء کرام کی رائے پر چند اشکالات ہیں جنہیں دود کرنا ضروری ہے۔
 ۱۔ یہ بلا اعتراض یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد غزوہ اوطاس ہوا اس میں تین دن کی اجازت ملی تو فتح مکہ میں حرمت ابدی کیسے متعین کی جائے گی؟
 الجواب:

غزوہ اوطاس فتح مکہ (جو کہ رمضان میں ہوا) کے بالکل ہی متصل ہوا ہے (یعنی شوال میں) چونکہ فتح مکہ اور غزوہ اوطاس کا زمانہ انتہائی قریب ہے۔ اس لیے جن لوگوں نے ”عام اوطاس“ کہا ہے۔ ان کی مراد بھی فتح مکہ ہی ہے۔ زمانہ کے قریب ہونے کی وجہ سے ان پر عام اوطاس کا اطلاق کر دیا گیا ورنہ حقیقت میں فتح مکہ ہی میں اس کی حرمت ہوئی تھی۔ اور یہ بات بھی ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ اکابر محدثین نے یہی بات کہی ہے۔

حضرت علامہ حافظ ابن القیمؒ (۷۵۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:-

وعام اوطاس هو عام الفتح لان غزوه اوطاس متصله بفتح مكة۔
 شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) بھی فرماتے ہیں:-

یحتمل ان يكون اطلق على عام الفتح عام اوطاس لتقاربها۔

حضرت امام نوویؒ (۷۱۲ھ) لکھتے ہیں:-

يوم فتح مكة هو يوم اوطاس شي واحد۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حدیث میں عام او طاس کا ذکر ملتا ہے اس سے مراد فتح مکہ ہی ہے کیونکہ زمانہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کا بیان ہونا کوئی بعید نہیں۔

②- حضرت سبرہؓ کی حدیث جس میں مد عام او طاس کے الفاظ آئے ہیں اس سے فتح مکہ مراد ہونے کی تصریح خود حضرت سبرہؓ بھی کرتے ہیں۔

غذا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ ثم استقمت منها
فلما اخرج حتى حرمها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ہی سے یہ بھی مروی ہے۔

امروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمتعة عام الفتح حين دخلنا مكة
ثم لم نخرج منها حتى نهانا عنها

آپ ہی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نهي عن المتعة وقال الا انها حرام من يومك هذا الى يوم القيامة
آپ ہی حضورؐ کی روایت نقل کرتے ہیں۔

وان الله حرم ذلك الى يوم القيامة

بلکہ آپ یہاں تک فرماتے ہیں۔

رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم قائما بين الركنين وهو يقول... ابريت

ان روايات میں تصریح ہے کہ حضرت سبرہؓ کے نزدیک عام او طاس سے مراد فتح مکہ ہی

ہے اس سے قبل صرف تین دن کی اجازت تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن یمانی اور باب
کعبہ (جو اس وقت رکن یمانی کے پاس ہوتا تھا) کے درمیان کھڑے ہو کر اس حکم الہی کو سنایا
اور اسے ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا اس لیے عام او طاس کو فتح مکہ ہی کے ساتھ متصل لیا جائے گا۔

③- اگر عام او طاس کو فتح مکہ سے الگ کر لیا جائے اور پھر اجازت اور پھر منسوخی پر

اصرر کیا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ جنگوں میں ایسا ہوتا ہی رہا لیکن یہ جواب صحیح نہ ہو گا۔ عاذا
باللہ اس کی تائید کرنے سے قاصر ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ پر

لیے صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۲۱ ایضا ایضا ایضا ایضا فتح الباری جلد ۱ ص ۲۱۱ ابن ماجہ ص ۱۲۱

(رمضان) میں تو قیامت تک کی حرمت کا اعلان فرمادیں۔ اور اوطاس (شوال) میں پھر اجازت دے دیں۔ ایسا کہ نشان رسالت سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ چند ہی دنوں میں حرمت ابدی کا نسخ فرمادیں۔ شیخ الاسلام عافظ ابن حجرؒ بھی لکھتے ہیں کہ:-

ويعبدان يقع الاذن في غزوة او طاس بعد ان يقع التصريح قبلها
في غزوة الفتح بانها حرمت الى يوم القيامة.

ترجمہ: غزوہ اوطاس میں متعہ کی اجازت دینا بعد اس کے کہ اس سے پہلے غزوہ الفتح میں اس کی حرمت کی تصریح باس طرد الی یوم القیامہ کر چکے تھے بہت ہی بعید معلوم ہوتا ہے (یعنی غزوہ اوطاس میں اجازت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) اگر یہ کہا جائے کہ غزوہ خیبر کی احادیث میں متعہ کے حرام ہونے کا ذکر ملتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حرمت غزوہ خیبر میں آئی تھی؟

الجواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ غزوہ خیبر میں لحام الحرم للأہلیۃ کی ممانعت آئی تھی متعہ النساء کا ذکر نہ تھا اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کی روایت میں غزوہ خیبر میں متعہ کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے تو یہ بات پیش نظر رکھیے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ جس طرح متعہ النساء کی اباحت کے قائل تھے اسی طرح پانچ گروہوں کے گوشت کی اباحت کے بھی قائل تھے۔

شیخ الاسلام علامہ عافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:-

ان ابن عباسؓ کان یرخص فی الامسین محالاً.

سیدنا ابن عباسؓ دونوں میں رخصت اور اباحت کے قائل تھے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کو جب ان اقوال کا علم ہوا تو آپ نے بالخصوص دونوں کی تردید فرمائی اور ان کی حرمت واضح کی کہ میں طرح حضورؐ نے حکم انحرار الہدیہ سے روکا ہے اسی طرح متعہ سے بھی روک دیا ہے۔ گو وہ روکنا فتح مکہ میں ہوا ہو لیکن حضرت علی المرتضیٰؑ کے پیش نظر حضرت ابن عباسؓ کی تردید تھی اس لیے آپ نے دونوں کو ایک جگہ جمع کر کے ذکر فرمایا۔

علامہ حافظ ابن قیمؒ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں۔

هذا الحديث رواه علي بن ابي طالب محتجاً به علي بن عمه عبد الله

بن عباس في المسئتين فانه كان المتعة ولحوم الحمر فناظره

علي بن ابي طالب في المسئتين وروى له تميم بن

ترجمہ اس حدیث کے ذریعے حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت ابن عباسؓ کے ان دو

مسئلوں کے بارے میں جنہیں آپ مباح سمجھ رہے تھے یعنی متعہ اور لحوم الحمر

کے خلاف دلیل پکڑی اور ان دونوں کی حرمت بیان کی۔

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

واطلق تحريم المتعة ولم يقيد به زمن كما جاء ذلك في مسند الامام احمد

باسناد صحيح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم لحوم الحمر الاهلية

يوم خيبر وحرم متعة النساء وفي لفظ حرم متعة النساء وحرم لحوم

الحمر الاهلية يوم خيبر هكذا رواه سفیان بن عیینہ مفصلاً حميداً

ترجمہ متعہ کی حرمت کو مطلق رکھا اور کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ جیسا کہ

مسند امام احمد میں بسند صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں

محموم الحمر الاہلیہ کو حرام کیا اور متعۃ النساء کو حرام فرمایا اور ایک روایت میں ہے

کہ متعہ کی حرمت بیان کی اور خیبر میں محوم الحمر الاہلیہ کو حرام کیا۔ حضرت سفیان بن

عیینہؒ نے اسی طرح روایت کی ہے۔

اس پر ایسے روایت سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں کا زمانہ الگ الگ ہے اور حضرت علی المرتضیٰؓ

نے سیدنا حضرت ابن عباسؓ کے ان اقوال کی مخالفت کرتے ہوئے دونوں کو ایک جگہ نقل کر دیا

ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ بھی لکھتے ہیں۔

والحكمة في جمع علي بن النعمان عن الحمر والمتعة ان ابن عباس كان

يرخص في الامرين معاً فرد عليه علي في الامرين معاً

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰ کے ان دونوں اقوال میں جمع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ ان دونوں کی رخصت کے قائل تھے پس حضرت علی المرتضیٰؑ نے بھی دونوں کی اکٹھی تردید کی ہے۔

ماصل یہ کہ چونکہ آپ کے پیش نظر حضرت ابن عباسؓ کے مسائل کی تردید کئی مقصود تھی اس لیے آپ نے دونوں کی اکٹھی نفی کر دی۔ اگر وقت کی قید سے شیعہ علماء کو اتفاق نہ ہو تو پھر آئیے شیعہ کتب ہی سے سن لیں، حضرت علی المرتضیٰؑ فرماتے ہیں:-

حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم لحوم الاحمر الاهلية ونكاح المنة.

اس روایت میں نہ تو غیر کا ذکر ہے اور نہ فتح مکہ کا لیکن یہ بات برحق ہے کہ دونوں کی حرمت ضرور موجود ہے اور اہل سنت و الجماعت کے اکابرین بھی اگر کہ وقت کی تعین میں اختلاف کرتے ہیں لیکن بالآخر اسی فیصلہ پر اتفاق کرتے ہیں کہ متعہ حرام ہو چکا ہے اور شیعہ روایت بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ (فہو المقصود)

الحاصل قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک اور ائمہ اہل بیت کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات بصرحت بیان ہو گئی ہے کہ متعہ حرام ہے اور جن بزرگان دین سے کبھی اس کی اباحت منقول تھی اس سے ان کا رجوع ثابت ہے اور شیعہ علماء نے جن جن بنیادوں پر متعہ کے سلال ہونے کی مہارت کھڑی کی تھی ہماری ان توضیحات کی روشنی میں وہ سب دیواریں گر چکی ہیں اور ثابت ہو چکا ہے کہ شیعہ مولوی عبدالکریم مشتاق کے پیش کردہ دلائل میں کوئی وزن نہیں ہے۔

وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ رَبُّ الْعِزَّةِ تَمَامُ سُلَامَانَ بَحَايَاكَ كَمَا اس فَعَلَ قَبِيحٌ سَعَى مَحْفُوظٌ فَرَادَى اور شیعہ علماء کو بھی اس سے اکتساب کی توفیق دے آمین

اور صدر ایمان رخشانی کو اپنے اس اعلان سے کہ متعہ کو رجوع کی توفیق دے، اس کے بغیر مسلمان کبھی ان سے کسی قسم کی مصالحت نہیں کر سکتے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سید الانبیاء والمرسلین سیدنا وعلیٰ نامحمد وآلہ واصحابہ وسلم

الجزائر کے دو آیت اللہ کس درندگی پر اتر آئے متعہ سے انکار پر دو بہنوں کا قتل

روزنامہ جنگ لندن نے اپنی ۹ نومبر ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں تیونس سے آمدہ یہ خبر بڑے اہتمام سے شائع کی ہے۔

الجزائر کے مسلم انتہا پسندوں کے ایک گروپ نے دارالحکومت الجزائرہ کے جنوب میں دو بہنوں کو متعہ سے انکار پر قتل کر دیا۔ سرکاری اخبار سال ایجنسی کے مطابق ۲۱ اور ۲۲ سالہ دو بہنوں کو ان کے والدین کے ہمراہ اغوا کیا گیا تھا جب انہوں نے تھوڑی مدت کے لیے انتہا پسندوں سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو ان کے گلے کاٹ کر ان کی لاشیں الجزائرہ کے نزدیک شہر مبدیہ کے علاقے میں پھینک دی گئیں۔ راسٹر کے مطابق الجزائرہ میں چند مسلم انتہا پسند گروپوں میں متعہ کرنے کا رواج مقبول ہو گیا ہے جسے عام طور پر بیاہی کے استھان کیا جاتا ہے۔

آخرین ہے ان دو مسلم خواتین کی جرأت ایمانی پر کہ جان جان آخرین کے پسردکر دی مگر اپنے آپ کو متعہ کی بھیٹ نہ چڑھنے دیا اور آخرین ہے ان دو آیت اللہ پر جو مذہب کی آہ میں متعہ کے عیاشی کے آؤں پر شریف عورتوں کی جان تک لینے سے نہ چو کے۔

انتساب

الجزائر کی ان دو شریف خواتین کے نام جنہوں نے متعہ کی بے حیائی سے بچنے کے لیے جان دی اور کسی آیت اللہ کو اپنے پر قابو نہ پانے دیا۔

مقدمہ

ایران کی سنجیدہ سوسائٹی کی نظر میں

کیا ایران میں کوئی سنجیدہ سوسائٹی بھی ہو سکتی ہے؟ کیوں نہیں۔ اچھے اور بُرے کی تقسیم ماسوائے انبیاء اور صحابہ کرامؓ کے ہر انسانی طبقے میں موجود رہی ہے۔ ایران کے بُرے طبقے آیۃ اللہ صرف اس لیے جوازِ مقدمہ کا فتویٰ دیتے ہیں کہ حاجت مند خواتین عام طور پر اپنی کی طرف رجوع کرتی ہیں سرکاری سائنڈ کی اصطلاح ان کے لیے استعمال کرنا ان کے شایانِ شان نہیں اس لیے ہم اس سے گریز کرتے ہیں تاہم اس سے انکار نہیں کہ شیعہ خواتین کسی آیۃ اللہ سے مبنی تعلق قائم کرنا اپنے لیے بہت متبرک سمجھتی ہیں اور اپنی سے انہیں روج کی تسکین ملتی ہے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے ایرانی سوسائٹی کے اس متعصب کو برا غلطی اور بے حیائی جانا انہیں ایک ایک آیۃ اللہ نے نادرین اور سیکور کہا۔ علامہ خمینی کے انقلاب سے پہلے ایران کی سنجیدہ سوسائٹی نے اس رجم بد کو مسترد کر دیا تھا مگر سب آیۃ اللہ اس کے خلاف تھے۔

علامہ حائری کی شخصیت سے کون واقف نہیں، ان کی نواسی شہزادہ حائری جو ۱۹۸۸ء میں امریکہ کی مارڈ ریورسٹی میں ریسرچ ایسوسی ایٹ تھیں انہوں نے Law of Desire کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتی ہیں۔

۱۹۶۹ء کے انقلابِ ایران سے پہلے ایران کے سیکور و سیاہی طبقوں نے عارضی شادی کو طوائفیت کی ایک شکل سمجھتے ہوئے مسترد کر دیا تھا جسے مذہبی اداروں نے جلتز قرار دیا تھا۔ ایران میں یہ عوامی اظہار بہت مقبول ہے طوائفیت کے سر پر ایک مذہبی ٹوپی رکھ دی گئی ہے۔۔۔۔۔ مذہبی گروہ عارضی شادی کی وکالت یہ کہہ کر کرتا رہا ہے کہ یہ انسانیت پر خدا کا فضل ہے انفرادی صحت کے لیے اس کی ضرورت ہے بلکہ یہ سماجی نظم و نسق کو برقرار رکھنے کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ بلہ

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایران میں سنجیدہ سوسائٹی کے کچھ لوگ ضرور موجود ہیں، وہاں کے مذہبی اہل علم انہیں سیکور قرار دیتے ہیں اور یہ سب اختلاف ان مذہبی رہنماؤں کے قوم کی بھیر میں جیسا دلچسپی لینے کے باعث ہوا ہے۔ تاہم اس سے انکار نہیں کہ علامہ خمینی کے مذہبی انقلاب نے متعہ کے دروازے پھر سے قوم پر کھول دیئے ہیں۔ ایران کے صدر رفسنجانی کی نوجوانوں سے متعہ کرنے کی موجودہ اپیل اسی انقلاب کا ایک حصہ ہے۔

ایران کے مذہبی حلقوں میں متعہ کی عملی مشقیں

مختصر شہلا ماری لکھتی ہیں۔

مذہبی بزرگوں کی درگاہوں پر یہ (عارضی شادی) اکثر و بیشتر ہوتی ہے۔ ص ۱۲

عارضی شادی اور طوائفیت میں گہری مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ ص ۱۳

متعہ اور طوائفیت کے درمیان امتیازات صاف طور پر واضح نہیں ہیں۔ ص ۱۵

ایران میں سرکوبی جانتا ہے کہ اگر کسی نے متعہ کرنا ہے تو اسے تم یا مشہد جانا چاہیے۔ ص ۱۵

شہلا ماری کی تحقیق میں متعہ ماقبل اسلام کی ایک ایلانی رسم ہے۔ ایک مغربی سفارت کار

ڈی۔ لورے ۱۹۰۷ء ایک کتاب

بارے میں عجیب باتیں، کے نام سے لکھی ہے شہلا اس کے ص ۱۶ کے حوالہ سے لکھتی ہے۔

ڈی۔ لورے نے یہ کوشش کی ہے کہ اس عارضی شادی کا تعلق ماقبل اسلام کی ایک

ایرانی رسم کے ساتھ لایا جائے عارضی شادی ایک بہت پرانا ایرانی فعل ہے اگر اسے

ایک ایجنڈے سے ثابت کیا جائے جس میں بتایا گیا ہے کہ رستم جو ایران کا بہر کولیس تھا

اس نے ایسا ہی ملاپ شکار کی تفریح کے دنوں میں منگم کے بادشاہ کی بیٹی تھین

سے کیا تھا جس سے اس کا نامور بیٹا زہراب (سہراب) پیدا ہوا تھا۔ ص ۱۷

مغربی مقالہ نگار بخمین (۱۸۸۷ء) کی بھی یہی رائے ہے مختصر شہلا ماری لکھتی ہیں۔

اس حقیقت کے پیش نظر کہ شیعہ اس عارضی شادی کا معاہدہ

موجود ہیں

لہ قومی ڈائجسٹ مذکورہ ص ۲

سے کر سکتے ہیں جنہیں نے یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ ”اس کا تین ثبوت ہے کہ ایسی شاہی
کا سر چشمہ ندرت کا مذہب ہے۔“

مشہد اور قہم کی زیارت گاہیں

برصغیر پاک و ہند میں بزرگوں کے مزارات مرجع خواص و عام بنے ہیں اور لوگ یہاں ان کی
زیارت کے لیے آتے ہیں لیکن ایران میں زیارت صرف مرحومین کی نہیں ہوتی حاضرین اور حاضر
کا آپس میں نظریں ملانا بھی ایک طرح کی زیارت سمجھا جاتا ہے محترمہ شہلا مائری کزن کے حوالہ سے
۱۸۹۱ء کے مشہد پر جہاں آٹھویں امام رضا کا دروازہ ہے) لکھتی ہیں۔

غالباً مشہد کی زندگی میں جراثیم تھائی غیر معمولی نقش دکھائی دیتا ہے وہ یہ ہے کہ
زیارتوں کے لیے آئے ہوئے لوگوں کو ان کے قیام کے دوران اس شہر میں
متاثرانہ تسکین فراہم کی جاتی ہے۔

یہ مشہد کا سو سال پہلے کا حال ہے موجودہ صورتحال کیا ہے اسے بھی پڑھ لیجئے محترمہ لکھتی ہیں۔
مشہد کا سہارا بھی اسی شہرت کا مالک ہے جو اسے ایک صدی پہلے حاصل تھی تاہم
چند اعلیٰ مرتبہ مذہبی رہنماؤں کی ناپسندیدگی کی وجہ سے اب کچھ قدرے رواداری
میں ہوتا ہے ۱۹۸۱ء میں ایک مذہبی مبلغ امین آقائے بتایا۔

پرانے زمانے میں مشہد میں ایک شیخ بوڑھا آدمی ہوتا تھا جس کے پاس ایک پانی
گلےس پٹی نوٹ باگ ہوتی تھی جس میں وہ ان عورتوں کے نام اور پتے درج کرتا رہتا
تھا جو صیغہ بننے (متہ کے طور پر استعمال ہونے) میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ مردانہ اور
عورتی کہ اس شہر کے رہنے والے اس بوڑھے شیخ کے پاس اس امید سے جاتے کہ
وہ ان کے لیے اس شہر میں قیام کے دوران کوئی عارضی سامعہ تیار کر دے گا۔
کیونکہ یہاں کرنے سے نہ صرف اسے کچھ قرا ب ملتا بلکہ نازوں کے لیے بھی باعث ثواب
ہوتا۔ امین آقائے مجھے بتایا کہ وہ شیخ اب اسے دھندلا سادیا ہے کیونکہ اس
وقت وہ (امین آقا) ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔

فدا آگے چلے محترمہ لکھتی ہیں۔

اگرچہ مشہد اور قم میں بہت سے ملاحضرات یہ تسلیم کرنے سے ہچکچاتے تھے کہ
لاپ کرانے والوں (متعہ کے دلالوں) کا کوئی خیم منظم

موجود ہے مگر وہ اس پر زور دیتے جوئے مطلق ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے
تھے کہ صیغہ (متعہ) کا مذہبی ثواب ملتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت
سے لوگ اُن کے پاس آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ وہ ان کا تعارف
کسی ممکنہ صیغہ ساتھی سے کروا دیں۔ مشہد سے تعلق رکھنے والے ایک اور مذہبی
رہنما ہاشم نے مجھے بتایا کہ نہ صرف بہت سی زائر عورتوں نے اسے صیغہ کرنے
کی پیشکش کی بلکہ اُن کے پاس ایسے مرد بھی آتے ہیں جو اس کی مذہبی حیثیت کو
پیش نظر رکھتے ہوئے اس سے درخواست کرتے ہیں..... اہم ملے

متعہ کی نذر ماننا تاکہ خدا ان سے خوش ہو جائے

ایران میں اسے صیغہ نذری کہتے ہیں۔ محترمہ شہلا مائری لکھتی ہیں۔

صیغہ نذری عام طور پر مذہبی بزرگوں کی درگاہوں کے آس پاس کیا جاتا ہے یہ عقیدہ
رکھتے ہوئے کہ صیغہ کا مذہبی ثواب ملتا ہے ایک عورت اپنی طرف سے منت
مانتی ہے کہ اگر اس کی آرزو پوری ہوگئی تو وہ کسی بڑے اہیہ اثر سے (صیغہ
کرے گی یہ صیغہ اکثر سیدوں سے کیا جاتا ہے قلاؤں کی اکثریت سید ہوتی ہے
جن کا بے حد احترام کیا جاتا ہے، عام طور پر عورت خود براہ راست قلا کے پاس
پہنچتی ہے..... مشہد کے مذہبی رہنما ہاشم نے دعویٰ کیا کہ ایک زائر عورت
نے اسے صیغہ نذری کی پیشکش کرتے ہوئے ایک سو تومان ادائیگی (دگ بھگ
بارہ ڈالر کے) ہاشم نے بتایا میں نے انکار کر دیا کیونکہ وہ میری پسند کی نہیں
تھی بوڑھی تھی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایرانی تہذیب کو وہ خود کسی عمر کے بول شیعوں کی طرف جہان بچوں میں
دھپی رکھتے ہیں بڑھی عمر کی عورتوں سے متعہ نہیں کرتے۔

سفر میں اپنے ساتھ صیغہ لے جانے کا رواج

یہ غلط ہے کہ شیعوں کے ہاں صرف گھر سے دوری کے وقت ہی متعہ کیا جاتا ہے اگر ایسا
ہوتا تو ان کے ہاں گھر سے اس لائن کی زکیوں کو لے جانے کا رواج نہ ہوتا۔ پھر ایران قدیم میں
ایسی بیویاں بھی ہوتی تھیں جنہیں میزبان بطور نیافت مہمان کے حوالے کرتا۔ اسلامی دور میں
قاچاریوں نے آؤں کے فتویٰ سے قوم کو اس راہ پر ڈالا۔ محترمہ شہزادہ ساری لکھتی ہیں۔

ایک سیاح اپنے سفر میں صیغہ کو اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے۔ قاچاریوں نے
اپنی رعایا کے لیے یہ رجحان منظم کیا تھا جب ناصر الدین (۱۸۴۸ء) اور اس کے
درباری کسی مختصر سفر پر جانے کو وہ اپنی بیویوں کو اپنے پیچھے حرم میں چھوڑ کر ایک
یاد و صیغہ بیویاں اپنے ساتھ لے جاتے۔ آقا علی شہر اعتماد السلطنہ لکھتا ہے
”آج میں نے بادشاہ کو بتایا کہ یران کے والد اور دادا کی رسم تھی کہ وہ اپنے
خادموں کو بھی اپنی بیویوں سے لے جاتے تھے۔ اب اس میں آپ کا کیا نقصان
ہوگا اگر آپ اپنی پُرائی بیویوں ہی سے ایک مجھے عنایت کر دیں تو آپ کے
ساتھ دن میں سفر کرتی رہے گی اور رات کو میرے شیمے میں آجائے۔“

فتح علی قاچار میں عورتوں کی رفاقت کی ہوس اتنی شدید تھی کہ وہ انہیں
اغوا بھی کر لیتا تھا۔ بختیاری لکھتا ہے ”ایک رات بادشاہ نے محمد خاں دوالو
کے گھر میں چوری پھیلنے لگی گھس گھس کی مٹی کو اپنی جہاں چھپا لیا دیدہ بڑا چورہ
ہے جو ان کے آیتہ اللہ پہنچے ہوئے ہوئے ہیں) اور اس نے اس کے ساتھ فری
طور پر متعہ کر لیا اور پھر اس کے بعد اس کے باپ کو پیغام بھیجا کہ ہم نے اپنے
رواج کے مطابق تمہاری بیٹی چوری کر لی ہے تم بھی اسی طرح ہماری بیٹیوں سے

کسی ایک کرپنے سے یا اپنے بیٹوں کے لیے کیوں سرقہ نہیں کر لیتے۔
 آپ لے اغوا کے واقعات تو کئی سنے ہوں گے کہ کسی شخص نے کسی کی بیٹی کو ٹھایا لیکن
 آپ نے بے غیرتی کی یہ مثال اور کہیں نہ دیکھی ہوگی کہ کوئی شخص خود نو جوانوں کو اپنی بیٹیوں کے غوا
 کی دعوت دے، انسانی شرافت کا گلاٹ اس قدر کیوں کر گیا یہ ایران کے انہی علاقوں کی تبلیغ کا
 اثر ہے کہ متعہ کرنے پر بڑا ثواب ملتا ہے اور فرائض کے بعد جو غسل کیا جائے اس کے ایک ایک
 قطرے سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں جو قیامت تک عبادت میں لگے رہیں گے اور اس کا ثواب
 اسی نو جوان ہونے کو ملتا ہے جو ساری رات متعہ کی مشقیں کرتے ہیں۔ (استغفر اللہ)
 یہ وہ مقام ہے جہاں انسانیت سر پٹج کر رہ جاتی ہے اور پھر ایسا لکھنا و نا کار و بار جب
 خدا کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے تو ایمان و اعتقاد اور اخلاق و شرافت کی ساری چولیں مل جاتی
 ہیں اور مذہب و جہاندرہ کا کھیل بن کر رہ جاتا ہے۔

ایران میں متعہ کے کاروبار کی ایجنٹیاں

ایرانی خاتون شہلا عسری لکھتی ہیں۔

پہلوی دور حکومت کے آخری برسوں میں کئی سروس ایجنٹیاں قائم ہوئی تھیں
 ان میں ایک ایجنسی جو گھر بیو غلاماؤں کی ایجنسی کے نام سے مانی جاتی ہے اب
 بھی (غیمنی دور میں) موجود ہے جو اب اسلامی حکومت کے نالمانے میں بھی کام
 کر رہی ہے ان دنوں اسی ایجنسی کو ایک حاجی صاحب چلائے ہیں جو گھر دن میں
 کام کاج کے لیے ہر طرح کی خادماؤں روڑے سے ماہانہ اور رہائش کی بنیادوں
 پر فراہم کرتے ہیں۔ وہ تمام عینے جو خادماؤں اور آقاؤں کے درمیان ہوتے
 ہیں وہ بیوی اور خادمہ کے رشتہ داروں کی اجازت سے نہیں ہوتے۔

ایران میں متعہ کی مختلف قسمیں

مٹھ کا طریقہ اس کا عمل اور اس کی شرعی حیثیت تو ایک ہے لیکن اس کے اغراض و مقاصد

مختلف ہیں۔ اس لیے ایران میں صیغہ کی مختلف قسمیں ملتی ہیں۔ اس مختصر تحریر میں ان کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ تاہم محترمہ شہلا عاڑی نے اس کی جو قسمیں بتلائی ہیں ہم اپنے قارئین کو ان کے ناموں سے ضرور مطلع کیے دیتے ہیں۔

- | | |
|----------------------------|------------------------------|
| ○ آقا راونڈی کا صیغہ | ○ مذہبی صیغہ آقائی صیغہ |
| ○ صیغہ برائے تولید | ○ صیغہ برائے معاشی اعانت |
| ○ غیر جہانی صیغہ | ○ صیغہ برائے میل ملاپ |
| ○ اخراجات میں شرکت کا صیغہ | ○ مفید کرنے میں سہولت کے لیے |
| ○ صیغہ برائے معادن | ○ درگاہ کا صیغہ |

بارہ کے متدس عنوان پر یہ متعدّد کی مختلف قسمیں ختم کر دیتے ہیں۔ گروپ صیغہ جس میں چند مردوں کو کسی لڑکی سے متد کر کے، کفارے کا صیغہ اور تعزیری صیغہ اس کے علاوہ ہیں۔ چونکہ ان کی تشریح میں شیعہ ملاؤں کا اختلاف ہے اس لیے ہم نے انہیں اصل فہرست میں ذکر نہیں کیا۔

محترمہ شہلا عاڑی نے پھر آٹھ ایرانی خواتین کی آپ جتنی ذکر کی ہے کہ ان پر متعدّد کی عملی مشقیں ہوتی رہیں۔ ① مہوش خانم کی داستان متد ② معصومہ ③ فرخ خانم ④ فقی خانم ⑤ شاہین ⑥ نانہیہ ⑦ طوبی ⑧ ایران دیہ ایک کلئیک کی متئلہ بختی۔

ان کی زندگیوں کی یہ تادیک گرشے ہماری اس مختصر تحریر کا اجالا نہیں بن سکتے۔ قارئین کرام جو ان پر مطلع ہونا چاہتے ہوں انہیں چاہیے کہ مارچ ۱۹۹۳ء کا قومی ڈائجسٹ دیکھیں۔ ان خواتین کے انٹرویو کے بعد شہلا عاڑی نے آیت اللہ نجفی مریخی اور شریعت مداری کے ۱۹۸۷ء میں لیے گئے انٹرویو درج کیے ہیں۔ یہ ایرانی انقلاب سے ذرا پہلے کے ہیں۔

علامہ خمینی کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد شہلا عاڑی نے جن شیعہ علماء سے انٹرویو لیے ان میں ① حجت الاسلام بزرگی ② ملا پاک ③ ملا محسن ④ حجت الاسلام انوری ⑤ ملا شکار سرفہرست ہیں۔